Digitized by Khilafat Library Rabwah

ٹیلیفون نمبر ۹۱

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ ''الفضل'' قادیان

رجسٹرڈ ایل ۳۵

خطبہ نمبر

روزنامہ الفضل قادیان

ایڈیٹر:- غلام نبی

قیمت ایک آنہ

The DAILY ALFAZL QADIAN.

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند [illegible] قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۸

جلد ۲۵	۲۹ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ	یوم شنبہ	مطابق ۷ اگست ۱۹۳۷ء	نمبر ۱۸۲

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

معترض کی علمیّت کا پردہ چاک ہو گیا

"اَے ظالم معترض کیا اسی سرمایہ پر قلم اٹھایا تھا۔ گو تعصب کا جوش تھا۔ مگر اپنی جہالت کو دکھلانا کیا ضرور تھا۔ ہر ایک بات سراسر جھوٹ۔ ہر ایک شُبہ محض شیطانی وسوسہ اس علم اور واقفیّت کے ساتھ تیرے دل میں کیوں گُدگدی اُٹھی۔ کہ اعتراض کرے اگر تم خاموش رہتے۔ تو بہتر تھا۔ ناحق گناہ خریدا۔ اور زبان کے ذریعہ سے اپنی پوشیدہ نادانی پر سب کو مطلع کر دیا۔ اور پبلک میں اپنی رسوائی کرائی" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم)

مدینۃ المسیح

قادیان ۵۔ اگست۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۸ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو گلے کے درد کی ابھی تک شکایت ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

حکیم مولوی عبید اللہ صاحب بسمل جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے صحابی ہیں۔ چند دنوں سے بعارضہ بندش پیشاب بہت بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت کریں۔

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روزافزوں ترقی

۵ راگست ۱۹۳۷ء تک بیعت کرنیوالوں کے نام

ذیل کے اصحاب بذریعہ خطوط حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ پر بیعت کرکے داخلِ احمدیت ہوئے۔

۹۳۷	رحمۃ اللہ صاحب ضلع منٹگمری	۹۴۵	الہدین صاحب ضلع گورداسپور
۹۳۸	فتح محمد صاحب " جہلم	۹۴۶	مہرالدین صاحب لاہور
۹۳۹	پہلوان صاحب " لائلپور	۹۴۷	جھنڈا صاحب "
۹۴۰	حمید احمد صاحب " کانگڑہ	۹۴۸	محمد رمضان صاحب "
۹۴۱	رشید احمد صاحب " گورداسپور	۹۴۹	کرم الدین صاحب "
۹۴۲	محمد غوث الدین صاحب حیدرآباد	۹۵۰	بختاور صاحبہ "
۹۴۳	قریشی محمد لطیف صاحب ضلع ڈیرہ غازیخان	۹۵۱	علی محمد صاحب "
۹۴۴	اسمٰعیل صاحب حیدرآباد سندھ	۹۵۲	گاماں بی بی صاحبہ "

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی کا خطاب مخلصین جماعت سے

خدا تعالےٰ کیلئے موت قبول کرنیوالا موت سے محفوظ ہو جاتا ہے

"اگر کوئی شخص خدا تعالےٰ کیلئے مرتا ہے۔ تو وہ مرتا نہیں دیکھو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو خدا تعالےٰ کیلئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قربان کیا۔ مگر کیا وہ قربانی رائگاں گئی۔ اور کیا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہمیشہ کیلئے زندہ نہ ہو گئے؟

پس اگر کوئی اپنی مرضی سے چندہ لکھاتا اور کسی قربانی کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتا ہے۔ تو اس کا فرض ہے کہ اپنے عہد کو نباہے۔ خواہ کس قدر ہی تکلیف ہو اور یقین رکھے۔ کہ خدا تعالےٰ کے لئے موت قبول کرکے انسان موت کا شکار نہیں ہوتا۔ بلکہ موت سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور جس کی نیت وعدہ پورا کرنے کی نہ ہو وہ وعدہ کرے ہی نہ۔ کیونکہ کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم اس بات سے سخت ناراض ہوتے ہیں کہ تم خوشی سے ایک عہد کرو اور پھر عملی رنگ میں اسے پورا نہ کرو۔"

اگر آپ نے اب تک اپنا وعدہ چندہ تحریک جدید سال سوم پورا نہیں کیا تو اس مہینہ میں ہی وعدہ پورا کریں کیونکہ وقت بہت کم ہے۔ فنانشل سکرٹری تحریک جدید

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظم

"محمود کی آمین" کی اشاعت

مصری صاحب اینڈ کو کے موجودہ فتنہ کے انسداد کا ایک طریق یہ بھی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظم "محمود کی آمین" لاکھوں کی تعداد میں چھپوا کر ہر احمدی کے پاس پہونچا دی جائے۔ اس نظم میں حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے حق میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیاں درج ہیں۔ جو حرف بحرف پوری ہو رہی ہیں۔ نیز حضور علیہ السلام نے اس موعود پسر کے لئے کثرت سے دعائیں کی ہیں۔ اس کو پڑھ کر حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے لئے دعائیں کرنے کا جوش پیدا ہوتا ہے۔ اور حضور سے عقیدت اور اخلاص بڑھتا ہے۔

احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ نے عکسی بلاکس بنوا کر آرٹ پیپر پر نہایت دیدہ زیب شکل میں اسے مفت اشاعت کے لئے چھپوایا ہے۔ فیلوشپ کے ممبران جس قدر تعداد میں مطلوب ہو منگوالیں۔ عبدالوہاب عمر سکرٹری

درس القرآن کے متعلق اعلان

جیسا کہ پہلے بھی اعلان ہو چکا ہے۔ سال گذشتہ کی طرح نظارت تعلیم و تربیت کے زیر اہتمام مولوی ابوالعطاء اللہ دتا صاحب جالندھری مسجد اقصیٰ میں ۲۱ راگست ۱۹۳۷ء سے شروع کرکے ۲۳ ستمبر ۱۹۳۷ء تک قرآن شریف اور صرف و نحو کا درس دیا کرینگے۔ جو بیرونی اصحاب فرصت نکال کر یا رخصت لیکر ان درسوں

ھدیۂ کمترین پیش مبلغین

از جناب ذوالفقار علی خاں صاحب گوہر

اے مبلغ اے جری اللہ کے لشکر کے فرد
بیشۂ وحدت کا ہے تو شیر اور میداں کا مرد

تیری ہمت خیبر یورپ شکن ہے اے اخی
آتش دیر و کلیسا ہوگی تیرے دم سے سرد

تیرے تقوے کا نمونہ اور دعائے نیم شب
سرد مہروں کے دلوں میں بھی بھڑکیگی سوز و درد

اشہب ہمت سے تیرے ہوگی دنیا پائمال
شرک و کفر اڑ جائینگے جیسے اڑے آندھی سے گرد

شور ماتم ہوگا پھر دیر و کلیسا میں بپا
خوبصورت یہ سفید و سرخ چہرے ہونگے زرد

اے اخی جب تک رہیگا تیرے دل میں سوز دیں
تو رہیگا فتحمند و کامیاب ہر نبرد

تو سلامت آگ میں پڑ کر بھی نکلے گا مزدر
نار مکر و زور و جور و ظلم ہوگی تجھ پہ برد

سیرت صبر و توکل عادت شکر و وفا
کفر کے بازاراں اوصاف سے ہوتے ہیں سرد

ان صفات عالیہ سے متصف ہو اے اخی
ڈالدے تو شرک کے منہ پر نقاب لاجورد

تا بساطِ دہر میں ہو کامیاب و کامراں
جو عدو کو مات کردے ہو وہی تو ایک نرد

لے دعائے مومناں لے مرحبائے قدسیاں
دل میں ہر صادق کے ہو تیرے لئے اک سوز و درد

ہے دعائے گوہر خستہ کی اے رب کریم
ہر مبلغ ہو عدو کے سامنے اک شیر مرد

ان گہر نیز بارش فضل و کرم کر اے خدا
عظمتِ دیں کے لئے نکلے ہیں جتنے ایسے فرد

مسجد محلہ دارالبرکات میں جلسہ

قادیان ۵ راگست کل بعد نماز مغرب جمعیۃ فتیان الاحمدیہ کے زیر اہتمام مسجد محلہ دارالبرکات میں مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری کی صدارت میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں موجودہ فتنہ کے متعلق جناب ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب پنشنر چودھری نعمت اللہ صاحب گوہر، حاجی محمد اسمٰعیل صاحب ریٹائرڈ اسٹیشن ماسٹر جناب مولوی عبدالمغنی خانصاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ اور مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری نے تقریریں کیں۔

206

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۹ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ

خطبہ جمعہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شیخ عبدالرحمن مصری کے ایک اشتہار کا جواب (۳)

اپنے اثر و رسوخ کے ادعا کے مقابلہ میں انکسار کا جھوٹا دعوے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۳۰ر جولائی ۱۹۳۷ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اب میں اس سوال کو لیتا ہوں جو مصری صاحب نے لکھا ہے - کہ میرے متعلق جو یہ کہا گیا ہے - کہ میں نے جماعت میں اپنے

اثر و رسوخ کا دعوے

کیا ہے - یہ غلط ہے - اور اس کے ثبوت میں وہ دوسری عبارتیں پیش کرتے ہیں - جو انکسار پر دلالت کرتی ہیں - چنانچہ وہ اپنی تائید میں یہ عبارت پیش کرتے ہیں:-

"بے شک ان باتوں کی وجہ سے جو اقتدار آپ کو حاصل ہو چکا ہے - اس پر آپ کو ناز ہے - اور آپ یقین رکھتے ہیں - کہ میں (آپ) مد مقابل کا سر ایک آن میں کچل سکتا ہوں - اور اس میں بھی شک نہیں - کہ میں جو آپ کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہونا چاہتا ہوں - ایک نہایت ہی کمزور - بے بس - بے کس بے مال بے مددگار ہوں - اور جہاں آپ کو اپنی طاقت پر ناز ہے مجھے اپنی کمزوریوں کا اقرار ہے - ہاں میں اتنا ضرور جانتا ہوں - کہ حق کی قوت میرے ساتھ ہے - اور غلبہ ہمیشہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اسی کو ہوتا ہے - جو حق کی تلوار لے کر کھڑا ہوتا ہے - ہو سکتا ہے - کہ ابتدا میں میری بات کی طرف توجہ نہ کی جائے اور میں اس مقابلہ میں کچلا جاؤں لیکن حق کی تائید کے لئے اور باطل کا سر کچلنے کی غرض سے کھڑے ہونے والے علماء اس قسم کے انجاموں سے کبھی نہیں ڈرتے"

تو وہ کہتے ہیں - کہ میری اس تحریر میں

انکسار کا دعوے

موجود ہے - پھر یہ کہنا - کہ میں نے کسی عزت اور اثر و رسوخ کا دعوے کیا ہے - غلط ہے - مجھے اس بات کا انکار نہیں ہے - کہ مصری صاحب کے خطوط میں ایسے فقرے بھی موجود ہیں جن میں اپنی بے بسی - اور بے کسی کا اظہار ہے - لیکن

سوال یہ ہے

کہ وہ فقرہ جسے ہماری طرف سے پیش کیا گیا ہے - وہ بھی موجود ہے - یا نہیں وہ تسلیم کرتے ہیں - کہ میرے خطوط میں مندرجہ ذیل فقرہ موجود ہے:-

"کیونکہ آپ اچھی طرح جانتے تھے - کہ اس شخص کو جماعت میں عزت حاصل ہے - مستریوں کے متعلق تو اس قسم کے

عذر گھڑ لئے گئے

تھے - کہ ان کے خلاف مقدمہ کا فیصلہ کیا گیا تھا - یا ان کی لڑکی پر سوت لانے کا مشورہ دیا تھا - مگر یہاں اس قسم کا کوئی عذر بھی نہیں چل سکتا - اس کے اخلاص میں کوئی دھبہ نہیں لگایا جا سکتا - اس کی بات کو جماعت مستریوں کی طرح رد نہیں کرے گی - بلکہ اس پر اسے کان دھرنا پڑے گا - اور وہ ضرور دھرے گی"

اس فقرہ کے موجود ہونے کا

مصری صاحب کو بھی انکار نہیں

وہ مانتے ہیں - کہ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے - مگر کہتے ہیں - کہ اس سے جو نتیجہ نکالا گیا ہے - وہ غلط ہے اب ہم نے دیکھنا یہ ہے - کہ نتیجہ وہ درست ہے - جو مصری صاحب نے نکالا ہے - یا وہ جو ہم نکالتے ہیں - اور اس امر کے سمجھنے کے لئے کہ کونسی بات درست ہے - یہ یاد رکھنا چاہیئے - کہ جب ایک شخص کے دو قولوں میں بظاہر اختلاف نظر آئے - یعنی ایک قول سے بظاہر جو نتیجہ نکلتا ہو - دوسرے قول سے اس کے مخالف نتیجہ نکلتا ہو - تو ایسی صورت میں

تین باتوں میں سے ایک

ضرور ماننی پڑے گی - چوتھی صورت نہیں ہو سکتی -

(۱) یا کہنا پڑے گا - کہ دونوں عبارتیں غلط ہیں - (۲) یا دونوں ٹھیک ہیں - (۳) یا ایک غلط اور ایک ٹھیک ہے -

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مثلاً ایک شخص پہلے کہتا ہے میں لاہور گیا تھا۔ دوسرے موقعہ پر اسی سفر کے متعلق کہتا ہے۔ میں دہلی گیا تھا ان دو بظاہر مختلف اقوال کی نسبت یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں جھوٹے ہوں۔ نہ وہ لاہور گیا ہو۔ نہ دہلی بلکہ کہیں بھی نہ گیا ہو۔ یا گیا تو ہو مگر کسی اور شہر کی طرف گیا ہو۔ یہ ضروری نہیں۔ کہ دونوں باتوں میں سے ایک ضرور صحیح ہو۔ دوسری صورت یہ بھی ہوسکتی ہے۔ کہ ان میں سے

ایک صحیح اور ایک غلط

ہو۔ یعنے بالکل ممکن ہے۔ وہ لاہور اور دہلی میں سے ایک جگہ گیا ہو۔ اور دوسری جگہ کے متعلق اس نے جھوٹ بولا ہو۔ اسی طرح ایک تیسری صورت بھی ممکن ہے۔ اور وہ یہ کہ اس کے دونوں قول صحیح ہوں۔ چونکہ لاہور سے ہوتے ہوئے بھی دہلی کو راستہ جاتا ہے۔ ممکن ہے وہ لاہور گیا ہو۔ اور وہاں سے دہلی چلا گیا ہو۔ غرض جب کسی شخص کے دو قولوں میں بظاہر اختلاف پایا جاتا ہو۔ تو صرف انہی تین صورتوں میں سے ایک صورت میں پائی جائے گی۔ کبھی دونوں قول غلط ہوں گے۔ کبھی ایک غلط ہوگا۔ اور ایک صحیح ہوگا۔ اور کبھی دونوں صحیح ہوں گے۔ اب ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ مصری صاحب کے ان

بظاہر مختلف فقروں میں

ان تینوں حقیقتوں میں سے کونسی حقیقت پائی جاتی ہے۔ آیا (۱) دونوں فقرے ہی غلط ہیں۔ وہ نہ منکسر المزاج ہیں اور نہ متکبر ہیں۔ (۲) دونوں فقروں میں سے ایک صحیح ہے۔ اور دوسرا غلط (۳) دونوں فقرے ہی صحیح ہیں۔ اور ایک فقرہ تشریح طلب ہے۔ دونوں باتوں میں تضاد نہیں ہے۔ پس یہی تین صورتیں ہیں جن کی روشنی میں مصری صاحب کے ان دو بظاہر مختلف دعووں کی تشریح کی جاسکتی ہے۔ ان میں سے یہ صورت کہ یہ

دونوں دعوے غلط ہیں

میرے نزدیک بھی اور مصری صاحب کے نزدیک بھی صحیح نہیں۔ نہ وہ یہ کہتے ہیں۔ کہ انہوں نے دونوں جگہ غلطی کی ہے۔ اور نہ ہم کہتے ہیں۔ کہ انہوں نے دونوں جگہ غلطی کی ہے۔ دونوں فریق اس پر متفق ہیں کہ ان کے دونوں فقرے غلط نہیں ہیں۔ پس قابل غور دو ہی صورتیں رہ گئیں۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ

انکساری کا دعوے غلط اور بناوٹی ہے

اور تکبر والا ان کا اصل دعوے ہے لیکن مصری صاحب کہتے ہیں۔ کہ دونو فقرے ان کے صحیح ہیں۔ مگر ان سے ہم نے جو نتیجہ نکالا ہے۔ وہ غلط ہے ان دونوں فقروں سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ منکسر المزاج ہیں۔ اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ان دونوں تشریحوں میں سے کونسی صحیح ہے۔ مصری صاحب اپنے

دعوے کے ثبوت میں

دلیل یہ دیتے ہیں۔ کہ چونکہ میرے خطوط کے بعض دوسرے فقروں میں انکسار پایا جاتا ہے۔ اس لئے اس فقرہ کے یہ معنے کہ میں کوئی متکبرانہ دعوے کرتا ہوں غلط ہے۔ گویا ان کے دعوے کی بنا ریہ ہے۔ کہ میرے خطوں میں چونکہ ایسے فقرات موجود ہیں جن میں انکسار پایا جاتا ہے۔ اس لئے جو بھی دوسرا فقرہ ہو۔ اس کے معنے بہر حال انکسار کے ہی لینے پڑیں گے مگر ان کی یہ

دلیل قطعاً غلط ہے

اس لئے کہ اخلاقیات میں قاعدہ یہی ہے۔ جسے ہر شخص جانتا ہے۔ کہ تکبر انکسار کو باطل کرتا ہے۔ انکسار تکبر کو باطل نہیں کرتا۔ ایک شخص دن میں پچاس دفعہ سچ بولے۔ اور ایک دفعہ جھوٹ تو اسے سچا نہیں کہا جائے گا اور یہی کہیں گے کہ پچاس دفعہ سچ بولنے میں اسے جھوٹ کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ اور جب اس کی ضرورت پیش آئی۔ اس نے جھٹ جھوٹ بول دیا یا مثلاً ایک شخص چار نمازیں پڑھتا ہے مگر پانچویں چھوڑ دیتا ہے۔ تو اسے نمازی نہیں کہا جاتا۔ اور نہ وہ یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ میں نمازی ہوں۔ ہم یہ نہیں کہیں گے۔ کہ اس نے چار نمازیں پڑھ لی ہیں۔ اس لئے سمجھو ساری پڑھ لیں بلکہ یہی کہیں گے۔ کہ ایک چھوڑ دی۔ تو گویا ساری چھوڑ دیں۔ ایک شخص سارا سال کسی کو نہیں مارتا۔ مگر سال کے آخر پر مار دیتا ہے۔ تو کیا قانون اسے اس وجہ سے کہ اس نے سارا سال نہیں مارا۔ بے گناہ قرار دے دے گا۔ اور کیا وہ سال بھر کسی کو نہ مارنا اپنی بے گناہی کے ثبوت میں پیش کرسکتا ہے۔ اور کہہ سکتا ہے کہ چونکہ میں نے

سارا سال نہیں مارا

اس لئے میرے ایک دفعہ مارنے کو مارنا نہ کہو۔ کیونکہ اگر اس کا ایک دفعہ مارنا ثابت ہوجائے۔ تو وہ مارکھنڈ ہوگا۔ بشرطیکہ ایسی وجوہ موجود نہ ہوں جو اسے معذور قرار دیتی ہوں۔ چور روز چوری نہیں کیا کرتے۔ پھر کیا اس وجہ سے ایک چور یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ میں پچاس دن سادھ رہتا ہوں مگر مجھے کوئی سادھ نہیں کہتا۔ لیکن ایک دن چوری کرتا ہوں۔ تو سب چور کہنے لگ جاتے ہیں۔ چونکہ

جرم انسانی فطرت کے خلاف ہے

اس لئے جو شخص خلاف فطرت فعل کرتا ہے۔ وہ اسی نام سے پکارا جائیگا اور جو بات اس سے فطرت کے مطابق ظاہر ہوتی ہے۔ وہ عادتاً ہے نیکی نہیں پس یہ کہنا کہ چونکہ مصری صاحب نے انکسار کا دعوے کیا ہے۔ اسلئے تکبر کا دعوے ان کی طرف منسوب نہیں ہوسکتا۔ غلط ہے۔

مذہبی دنیا میں

انکسار خوبی ہے اور کبر عیب۔ اور یہ بات انسانی فطرت میں داخل ہے کہ وہ عیب کو چھپاتا اور نیکی کو ظاہر کرتا ہے۔ اپنی خوبی کو وہ تکلف سے ظاہر کرتا اور بدی کو چھپاتا ہے۔ اور اس کوشش کے باوجود اگر کسی موقعہ پر وہ اپنی بدی کا اقرار کرتا ہے۔ تو سمجھا جائے گا۔ کہ اسکی نیکی

تکلف اور بناوٹ

سے تھی۔ کیا کوئی مومن کبھی نماز چھوڑ سکتا ہے۔ اور جو شخص ایک دفعہ بھی نماز چھوڑنے کا اقرار کرتا ہے۔ اسکی نسبت ماننا پڑے گا۔ کہ وہ تسلیم کرتا ہے۔ کہ وہ نمازی نہیں۔ اس کا نماز پڑھنا خاص اغراض کے ماتحت تھا۔ جو شخص سچا ہے وہ کبھی جھوٹ نہیں بولیگا اور اگر ایک دفعہ جھوٹ بولنے کا اقرار اس کے مونہہ سے نکل جائے۔ تو اس کے سارے سچ پر پانی پھر جائے گا۔ پھر اگر نئے سرے سے توبہ کرکے

سچ بولنا

شروع کردے۔ تو ہم اسے سچا کہیں گے۔ ورنہ نہیں۔ یہ کبھی نہیں ہوگا۔ کہ ہم کہیں اس نے دس سچ بولے تھے۔ اگر ایک جھوٹ بول دیا۔ تو کیا ہوا۔

غرض وہ کام جو دنیا میں نیکی سمجھے جاتے ہیں۔ انسان ان کو تکلف سے بھی ظاہر کرتا ہے۔ اور بدی کو چھپاتا ہے۔ کون نہیں جانتا۔ کہ

عیسائی تین خداؤں کے قائل

ہیں۔ مگر کسی عیسائی سے پوچھو تو وہ یہی کہے گا۔ کہ ہم ایک ہی خدا کو مانتے ہیں۔ توحید چونکہ انسانی فطرت میں داخل ہے۔ اس لئے کسی عیسائی کو یہ جرأت نہیں ہوگی کہ کہے ہم تین خدا مانتے ہیں۔ میں نے تو آج تک جتنے بڑے بڑے پادریوں سے گفتگو کی ہے۔ ان میں سے کسی ایک نے بھی یہ اقرار نہیں کیا۔ کہ ہم تین خداؤں کے قائل ہیں جب بھی

تثلیث کا مسئلہ

چھیڑا جائے۔ وہ یہی کہیں گے۔ کہ

207

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہم مشرک نہیں۔ موحد ہیں۔ تثلیث کا مسئلہ ایک باریک مسئلہ ہے۔ آپ اسے آرام سے سُنیں۔ تب آپ کی سمجھ میں آئے گا۔ بلکہ میں نے عیسائیوں کی کئی کتب میں پڑھا ہے۔ کہ مسلمان ہمیں مشرک کہتے ہیں۔ حالانکہ ہم ایک خدا کو مانتے ہیں۔ اور جب تین کہتے ہیں۔ تو اس کی کچھ تشریح اور توضیح اور ہوتی ہے۔ اور پھر وُہ اس تثلیثی عقیدہ کو کئی کئی پردوں میں چھپاتے ہیں۔ مگر مونہہ سے یہی کہتے ہیں۔ کہ

خدا ایک ہے

یہی حال اور دعووں کا ہے۔ جو صداقت کے خلاف لوگوں میں پائے جاتے ہیں۔ یعنے جو بات فطرت کے خلاف ہو۔ اس کا اظہار پوری طرح نہیں کریں گے۔ اتفاقاً نکل جائے تو نکل جائے۔ آریہ نیوگ کو مانتے ہیں۔ مگر اس کے متعلق کبھی کسی آریہ سے سوال کرو۔ تو وُہ لڑنے لگ جائے گا۔ تو کیا پھر اس کے معنے یہ ہونگے۔ کہ ان پر غلط الزام لگایا جاتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ ہر شخص جانتا ہے۔ کہ انسانی فطرت نیکی کو تکلف سے ظاہر کرتی ہے۔ اور بدی کو چھپاتی ہے۔ اس لئے آریہ نیوگ سے انکار کرتا ہے۔ اور اس قدر احتیاط کے باوجود جب کوئی بدی کا اقرار کرے تو اس کے یقینی طور پر یہی معنے ہوتے ہیں۔ کہ وُہ اس کے اندر موجود ہے۔

انبیاء کو دعوے کرنے پڑتے ہیں

مگر کبھی کوئی شخص یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ کسی نبی نے کہا ہو۔ میں ایسا کر سکتا ہوں۔ یا کر دُوں گا۔ نبی ہمیشہ یہی کہے گا۔ کہ میرا خدا یوں کر دے گا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم۔ یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری عمر میں کوئی ایسا فقرہ نہیں مل سکتا۔ کہ میں ایسا کر دوں گا۔ انبیاء کی تو بڑی شان ہوتی ہے۔ میرے متعلق مصری صاحب کہتے ہیں۔ کہ مجھے

خلافت پر گھمنڈ

ہے۔ لیکن میری کسی تحریر میں سے ہی کوئی ایسا فقرہ دکھا دیں۔ کہ میں نے کہا ہو۔ میں ایسا کر دوں گا۔ ہاں یہ میں نے سینکڑوں مرتبہ کہا ہے۔ کہ

خدا تعالےٰ میری نصرت کریگا

اور کہ خدا تعالےٰ نے مجھے ایسے مقام پر کھڑا کیا ہے۔ کہ جو مجھ پر حملہ کریگا وُہ تباہ ہو جائے گا۔ اور یہ میں اب بھی کہتا ہوں۔ یہ تو

اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک پیغام

ہے۔ جس کا پہونچانا میرا فرض ہے۔ اس کے سوا کوئی ثابت کر دے۔ کہ کسی چھوٹے سے چھوٹے آدمی نے بھی مجھے دھمکی دی ہو۔ اور میں نے اسے کہا ہو۔ کہ میں تمہیں سیدھا کر دُونگا۔ میرا ہزاروں۔ لاکھوں انسانوں سے واسطہ ہے۔ کوئی بتا دے۔ اگر میں نے کبھی ایسا کہا ہو۔ میں نے کبھی

شدید غصّہ کی حالت میں

بھی ایسی بات نہیں کہی۔ مصری صاحب نے تو چند سطور لکھی ہیں۔ میری تحریرات کا سلسلہ بہت وسیع ہے۔ کسی جگہ کوئی یہ لکھا ہُوا دکھا دے۔ کہ میں یُوں کر دونگا۔ میں دُنیا کو دکھا دُوں گا۔ پس انبیاء۔ خلفاء اور صلحاء کا یہی طریق ہے۔ کہ وُہ

متکبّرانہ الفاظ

کبھی مُونہہ سے نہیں نکالتے۔ انہوں نے جب بھی بڑائی کا اظہار کرنا ہو۔ اسے خدا تعالےٰ کی طرف منسُوب کریں گے اپنی طرف نہیں۔ اور اگر کبھی اپنی کسی طاقت کا اظہار کریں۔ تو ایسے موقعہ پر جب یہ کہنا ہو۔ کہ مجھے یہ سامان تو میسر ہے۔ مگر میں اللہ تعالےٰ کے حکم کی وجہ سے اس کو استعمال نہیں کر سکتا۔ یہ بھی

انکسار کا رنگ

ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کی حکومت کا جوا اپنی گردن پر ہونے کا اظہار اس میں کیا جاتا ہے۔

غرض

مصری صاحب کے خطوں میں

منکسرانہ الفاظ کا استعمال کوئی عجیب بات نہیں۔ کوئی شخص خواہ کتنا بڑا متکبر کیوں نہ ہو۔ وُہ ایسے الفاظ بھی ضرور استعمال کرتا ہے۔ کیونکہ اس طرح لوگوں کی ہمدردی حاصل کی جا سکتی ہے۔ اور

جذبات رحم کو اپیل

کرکے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو۔ شداد اور نمرود نے کبھی ایسے الفاظ استعمال نہیں کئے تھے۔ بڑے سے بڑے جابر بادشاہ بھی

منکسرانہ الفاظ

استعمال کرتے ہیں۔ اور ان سے مستغنی نہیں ہو سکتے۔ مگر جب موقعہ آتا ہے۔ اصل حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے۔ ہندوستان میں ایک مثل مشہور ہے۔ لکھنؤ اور دہلی والوں میں ہمیشہ

کسر نفسی کا مُقابلہ

رہتا ہے۔ دونوں اپنے آپ کو زیادہ مہذب اور صاحبِ اخلاق ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ دہلی کے ایک مرزا صاحب اور لکھنؤ کے میر صاحب ریل گاڑی پر سوار ہونے کے لئے اسٹیشن پر آئے۔ دونوں کو اپنی تہذیب اور اپنے شہر کی عزت کا خیال تھا۔ مرزا صاحب جھکے۔ اور میر صاحب سے کہا۔ کہ قبلہ! تشریف رکھیئے۔ ادھر میر صاحب ان سے بھی ایک بالشت زیادہ جھکے۔ اور کہنے لگے کہ نہیں مرزا صاحب آپ پہلے تشریف رکھیئے۔ اس ہیچمیرز کی کیا طاقت ہے کہ آپ کی موجودگی میں پہلے بیٹھ سکے ادھر مرزا صاحب کچھ اور جُھکے۔ اور کہنے لگے۔ کہ نہیں جناب اس فقیر حقیر کی کیا مجال ہے۔ کہ اتنی بے ادبی۔ اور گستاخی کر سکے۔ اتنے میں گاڑی نے سیٹی دی اور چلنے لگی۔ اور یہ دونوں بھاگے۔ وُہ اسے کُہنی مارے۔ کہ خبیث پیچھے ہٹ میں رہ جاؤنگا۔ اور وُہ اسے پرے ہٹائے۔ کہ کمبخت مجھے سوار ہونے

دے۔ یہ مثال اسی امر کے اظہار کے لئے ہے۔ کہ

انکسار کا مظاہرہ تکبّر کی اصلیت کو چھُپا نہیں سکتا

تمام اظہارِ انکسار کے باوجود تکبّر باہر پھوٹ آتا ہے۔

پس مصری صاحب اپنے منکسرانہ الفاظ سے کس طرح یہ ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ وُہ متکبّر نہیں ہیں۔ سوال تو یہ ہے۔ کہ اگر وُہ منکسر المزاج ہیں تو یہ کبر کے الفاظ ان کے مُونہہ سے کس طرح نکل سکتے تھے۔ ان کے منکسرانہ الفاظ کو استعمال کرنے کی وجہ تو یہ ہے۔ کہ وُہ اپنے آپ کو نیک ثابت کرنا چاہتے تھے۔ لیکن کبر کے الفاظ کو استعمال کرنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ کیا وہ اپنے آپ کو بدبھی ظاہر کرنا چاہتے تھے۔ سچ بولنے کا دعوٰے کرنا تو مفید ہو سکتا ہے۔ لیکن جھُوٹ بولنے کا دعوٰے کرنا نقصان کا موجب ہے۔ اور نقصان انسان کبھی جان بوجھ کر نہیں کیا کرتا۔ پس اپنے خطوط میں بعض انکسار کے الفاظ بتا کر یہ نتیجہ نکالنا کہ میں نے کبر کے الفاظ نہیں کہے۔ غلط ہے۔ ہم نے دیکھنا یہ ہے۔ کہ ان کے

زیرِ بحث الفاظ

کبر کے الفاظ ہیں۔ یا نہیں۔ اگر ہیں۔ تو وُہ انکسار کے الفاظ کی ایک کتاب بھی کیوں نہ پیش کر دیں۔ ان کا تکبر ثابت ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو۔ فرعون ہر روز

خدائی کا دعوٰے

کیا کرتا تھا۔ وُہ ہمیشہ بتوں کے سامنے جھکتا اور انکسار ظاہر کرتا تھا۔ صرف ایک دفعہ میں اس نے حضرت موسٰی علیہ السلام کے سامنے کہدیا۔ کہ میں خدا ہوں۔ اور خدا تعالےٰ نے اس کے اس کبر والے فقرے سے اُسے مجرم قرار دیا۔ پس اگر مصری صاحب کے خطوط میں دس ہزار فقرے بھی انکسار کے ہوں۔ اور صرف ایک فقرہ متکبرانہ ہو۔ تو ہر ایک یہی کہیگا۔ کہ وُہ سب بناوٹ تھی۔ اور اس ایک ہی فقرہ نے ان کے اندرونہ کو ظاہر کر دیا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس ہمارے لئے صرف ایک ہی سوال ہے۔ کہ وہ زیر بحث فقرہ ان کے خطوط میں موجود ہے یا نہیں۔ میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ

متکبرانہ فقرہ وہی ہے

جو انسان خود اپنی طرف منسوب کرے ہاں اگر خدا تعالیٰ یا قرآن کریم کی طرف منسوب کرکے کوئی شخص اپنی نسبت کوئی دعوے کرے تو ہم اس کے متعلق یہ تو کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس کا دعوے غلط ہے۔ مگر یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ کہنے والا متکبر ہے۔ لیکن جب بغیر خدا کا نام لئے بڑائی اپنی طرف منسوب کرے تو وہ کبر کہلائے گا۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ کیا مصری صاحب کو

الہام سے کھڑا ہونے کا دعویٰ

ہے۔ اس وقت تک تو مجھے یہ علم نہیں۔ کہ ان کو ایسا دعوے ہے۔ کہ ان کو خدا تعالیٰ نے کھڑا کیا ہے۔ اور اس نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ کہ ان کے مخالف سب شکست کھا جائیں گے۔ اور کامیابی انہی کے لئے ہوگی۔ اگر ان کا کوئی ایسا دعوےٰ اس فقرہ کے ساتھ موجود ہے تو اپنے زیر بحث فقرہ کے متعلق انہیں اس قسم کی توجیہ کا حق ہے۔ اس سے قبل ہرگز نہیں۔ اس سے پہلے اگر وہ

اپنی بڑائی کا اظہار

کریں۔ تو وہ کبر ہوگا۔ اور اس فقرہ میں کوئی ایسا اشارہ نہیں۔ جس سے خیال ہو سکے۔ کہ یہ بات انہوں نے خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کی ہے۔ چنانچہ اس کے مندرجہ ذیل الفاظ قابل غور ہیں:۔

"کیونکہ آپ اچھی طرح جانتے تھے کہ اس شخص (مصری صاحب) کو جماعت میں عزت حاصل ہے۔ مستریوں کے متعلق تو اس قسم کے عذر گھڑ لئے گئے تھے۔ کہ ان کے خلاف مقدمہ کا فیصلہ کیا تھا۔ یا ان کی لڑکی پر سوت لانے کا مشورہ دیا تھا۔ مگر یہاں اس قسم کا کوئی عذر بھی نہیں چل سکتا۔ اس (مصری صاحب) کے اخلاص میں کوئی دھبہ نہیں لگایا جا سکتا۔ اس (مصری صاحب) کی بات کو جماعت مستریوں کی طرح رد نہیں کرے گی۔ بلکہ اسے اس پر کان دھرنا پڑے گا اور وہ ضرور دھرے گی"۔

ممکن ہے کوئی شخص خیال کرے کہ وہ تو کہتے ہیں۔ کہ میں نے یہ لکھا ہے۔ کہ "آپ جانتے تھے" اور خود تو یہ دعویٰ نہیں کیا۔ لیکن میں

اردو اور پنجابی کی مثالوں سے

ثابت کرتا ہوں کہ اس فقرہ کے کہ "آپ اچھی طرح جانتے تھے۔ کہ اس شخص کو جماعت میں عزت حاصل ہے" یہ معنی ہیں کہ کہنے والے کا دعوےٰ ہے کہ وہ بڑا اور صاحب عزت آدمی ہے پنجابی میں بھی اس محاورہ کے یہی معنی ہیں۔ اور اردو میں بھی۔ اور چونکہ اردو دان پڑھے لکھے ہونے کی وجہ سے بآسانی سمجھ سکتے ہیں۔ میں پہلے

پنجابی کا محاورہ

لیتا ہوں۔ کسی گاؤں میں کوئی جاٹ کسی بنئے سے لڑے اور کہے کہ توں جانناایں کہ میں تینوں اِک مُکا ماراں تے سارے دند کڈ سُٹاں۔ یعنی تم جانتے ہو۔ کہ اگر میں ایک مکا ماروں تو تمہارے سارے دانت نکال دوں۔ تو کیا اس کے یہ معنے ہونگے۔ کہ جاٹ بنئے سے یہ کہہ رہا ہے کہ میں تو بالکل کمزور آدمی ہوں۔ مگر تیرا یہ خیال ہے۔ کہ اگر میں تجھے ایک مکا ماروں تو تیرے دانت نکل جائیں یا اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ جاٹ خود یہ دعوےٰ کرتا ہے کہ وہ اتنا طاقتور ہے۔ کہ ایک گھونسہ مارے تو بنئے کے سارے دانت توڑ دے۔ اس کے معنی کوئی عقلمند یہ نہیں لیگا کہ جاٹ کا مطلب اس سے یہ ہے کہ یہ فقط بنئے کا خیال ہے۔ بلکہ اس کے معنے یہی لئے جائینگے کہ جاٹ کے خیال میں جاٹ کا یہ دعویٰ ایسا ظاہر اور ثابت ہے کہ بنیا بھی اس سے ناواقف نہیں وہ ایک

ثابت شدہ اور واضح حقیقت

ہے کہ وہی نہیں بنیا بھی اس سے خوب واقف ہے اس میں نفی نہیں بلکہ اقرار ہے کہ وہ ایسا ہے بلکہ اس کے ایسا طاقتور ہونے کی دوسروں کو بھی خبر ہے اور دشمن بھی اس سے واقف ہیں غرض یہ الفاظ دعوے کو زیادہ مضبوط کرتے ہیں۔ اس کے زور کو کم نہیں کرتے۔ پنجابی میں تو جاننا ایں کے بجائے تینوں پتہ اے بھی کہتے ہیں۔ اور اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا۔ کہ تیرا خیال ہے بلکہ یہ کہ یہ امر واقعہ ہے۔

اردو میں بھی یہی محاورہ

استعمال ہوتا ہے۔ یعنے جب کہیں کہ تو جانتا ہے۔ تو اس کے یہ معنے نہیں ہوتے۔ کہ تیرا وہم ہے۔ بلکہ یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ میری اس طاقت کا تجھے بھی علم ہے۔ اور جب یہ کہا ہو۔ کہ یہ بات محض تمہارا خیال ہے۔ واقعہ میں نہیں۔ تو اردو میں تو کہتے ہیں کہ یہ تمہارا خیال ہے۔ اور پنجابی میں کہتے ہیں۔ تینوں ایویں وہم ہے۔ اس تشریح کو مدنظر رکھتے ہوئے

مصری صاحب کا فقرہ

پڑھو۔ جو یہ ہے۔ کہ "آپ اچھی طرح جانتے تھے۔ کہ اس شخص (مصری صاحب) کو جماعت میں عزت حاصل ہے"۔ اس کے صاف معنی یہی ہیں۔ کہ میری عزت کوئی چھپی ہوئی بات نہیں۔ یہ ایسی ظاہر بات ہے۔ کہ تمہیں بھی اس کا پتہ ہے۔ پنجابی میں اس کا ترجمہ یہ ہوگا۔ "توہانوں چنگی طرح پتہ سی کہ مصری صاحب دی جماعت وچ بڑی عزت ہے" صاف ظاہر ہے۔ کہ اس کے معنے یہی ہیں۔ کہ مجھے جماعت میں اتنی عزت حاصل ہے۔ کہ خلیفہ کو بھی اس کا علم ہے۔ "جانتے تھے" کے الفاظ سے اگر کچھ نکلتا ہے۔ تو یہ کہ مصری صاحب اپنی عزت کو اتنا بڑا سمجھتے ہیں کہ انہیں یقین ہے۔ کہ خلیفہ بھی اس سے ناواقف نہیں ہو سکتا۔ اور اس نے خوب ٹھوک بجا کر دیکھ لیا ہے۔ کہ مجھے عزت حاصل ہے۔ یہ دعوے

کوئی معمولی دعویٰ نہیں

پس قواعد زبان اردو اور پنجابی کے مطابق ان کے اس فقرہ کا یہی مطلب ہے۔ کہ مصری صاحب کو جماعت میں اپنی عزت کا یقین ہے۔ لفظ "جاننے" کے بعد جو فقرہ ہو۔ وہ دعوےٰ ہوتا ہے۔ جس پر کہنے والے کا اعتماد اور یقین ہوتا ہے

زبان اردو کے قاعدہ کے مطابق

بھی اور پنجابی کے محاورہ کے مطابق بھی اس کے یہی معنے ہیں۔ کہ مجھے دعوےٰ ہے۔ کہ مجھے جماعت میں عزت حاصل ہے۔ اور یہ کوئی مخفی بات نہیں۔ میرا دشمن بھی یہ جانتا ہے کہ مجھے عزت حاصل ہے۔ اور اس تشریح کو مدنظر رکھتے ہوئے مصری صاحب کے اس فقرہ کا تفسیری ترجمہ یہ بنے گا کہ نہ صرف یہ کہ مجھے ہی اس بات کا پتہ ہے۔ بلکہ آپ کو بھی معلوم ہے کہ مجھے جماعت میں عزت حاصل ہے

مستریوں کے متعلق

تو یہ عذر گھڑ لیا گیا تھا۔ کہ ان کے خلاف مقدمہ کا فیصلہ کیا تھا۔ یا ان کی لڑکی پر سوت لانے کا مشورہ دیا تھا۔ مگر میرے (مصری صاحب کے) متعلق کوئی ایسا عذر نہیں چل سکتا۔ میری (مصری صاحب کی) بات کو جماعت مستریوں کی طرح رد نہیں کرے گی۔ بلکہ میری (مصری صاحب کی) بات پر اسے کان دھرنا پڑے گا۔ اور وہ ضرور دھرے گی اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ فقرہ تکبر کا ہے یا انکسار کا۔

پھر وہ کہتے ہیں کہ میں نے جو یہ لکھا تھا۔ کہ میری بات پر جماعت ضرور کان دھرے گی۔ اس کا یہ مطلب نہیں تھا۔ کہ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ مجھے جماعت میں عزت حاصل ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ مجھ پر کوئی الزام نہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ کہ "اب احباب خود ہی غور فرمائیں۔ کہ میری عبارت میں کیا کان دھرنے کی وجہ اثر و رسوخ بتائی گئی ہے یا اسکی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ میری طرف نہ تو کوئی دنیوی غرض منسوب کی جا سکتی ہے۔ جیسی مستریوں کی طرف کی گئی۔ اور نہ کوئی ایسی بات پیش کی جا سکتی ہے۔ جیسی مستریوں کی طرف کیگئی تھی" گویا یہ عزت کیوجہ سے نہیں بلکہ اسلئے کہا تھا کہ مجھپر کوئی الزام نہیں

208
Digitized by Khilafat Library Rabwah

اب میں ان کا وُہ فقرہ پڑھ دیتا ہوں تا احباب غور کر سکیں۔ کہ کیا اُردو کے قاعدہ کے لحاظ سے اس کے یہ معنے بن سکتے ہیں۔ جو مصری صاحب ظاہر کرتے ہیں۔ ان کا فقرہ یہ ہے:۔

"کیونکہ آپ اچھی طرح جانتے تھے کہ اس شخص کو جماعت میں عزت حاصل ہے مستریوں کے متعلق تو اس قسم کے عذر گھڑ لئے گئے تھے۔ کہ ان کے خلاف مقدمہ کا فیصلہ کیا تھا۔ یا ان کی لڑکی پر سوت لانے کا مشورہ دیا تھا مگر یہاں اس قسم کا کوئی عذر نہیں چل سکتا۔ اس کے اخلاص میں کوئی دھبہ نہیں لگایا جا سکتا۔ اس کی بات کو جماعت مستریوں کی طرح رد نہیں کریگی بلکہ اسے اس پر کان دھرنا پڑے گا"

اس عبارت میں "کان دھرنے" کے دعوے سے پہلے

دو باتیں

بیان کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ مصری صاحب کو جماعت میں عزت حاصل ہے۔ دوسری یہ کہ ان پر مستریوں کی طرح کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ پھر عجیب بات ہے کہ مصری صاحب کہتے ہیں۔ کہ ان میں سے دوسری تو کان دھرنے کا سبب ہے، پہلی نہیں۔ جب دو باتیں جو دونوں سبب کان دھرنے کا ہو سکتی ہیں اکٹھی مذکور ہیں۔ تو ایک کو وجہ قرار دینا۔ اور دوسری کو "مستثنےٰ" قرار دینا کس طرح جائز ہے۔ اگر کوئی دلیل ہے۔ تو مصری صاحب پیش کریں۔ ورنہ زبان کے قاعدہ کے مطابق یہ دونو باتیں لازماً

کان دھرنے کا سبب

قرار پائیں گی۔ اور کان دھرنا دونوں ہی کا نتیجہ سمجھا جائے گا۔ میں اس مضمون کو ایک اور مثال سے واضح کرتا ہوں۔ اگر کوئی شخص کہے کہ میں لمبے قد کا ہوں اور گھوڑے پر سوار ہوں۔ اس لئے میرا ہاتھ چھت تک جا سکتا ہے تو اس کے معنے یہی ہوں گے۔ کہ اپنا ہاتھ چھت پر پہنچنے کی وجہ وُہ شخص اپنے لمبے ہونے کو نہیں بیان کرتا۔ نہ گھوڑے پر سوار ہونے کو۔ بلکہ لمبا ہونے اور گھوڑے پر سوار ہونے کے مجموعہ کو ہاتھ پہنچنے کا سبب قرار دیتا ہے۔ پس مصری صاحب کے زیر بحث فقرہ کے معنے اردو زبان کے عام قاعدہ کے رُو سے یہی ہیں۔ کہ وُہ جماعت کے

کان دھرنے کے دو سبب

بیان کرتے ہیں۔ ایک عزت حاصل ہونا اور دوسرے کسی الزام کا نہ ہونا۔ اور یہی ہم کہتے ہیں:۔

ایک دلیل مصری صاحب یہ دیتے ہیں۔ کہ عزت کا حاصل ہونا اور بات ہے اور خلیفہ کے مقابل پر عزت حاصل ہونا اور ہے۔ وُہ کہتے ہیں۔ میں نے یہ تو کہا ہے۔ کہ مجھے عزت حاصل ہے مگر یہ تو نہیں کہا۔ کہ خلیفہ کے مقابل پر مجھے عزت حاصل ہے۔ اور اس میں شُبہ نہیں۔ کہ ان کی یہ بات صحیح ہے۔ کہ ان دونوں باتوں میں فرق ہے۔ اور اگر یہ ثابت ہو جائے۔ کہ انہوں نے صرف عزت کا حاصل ہونا کہا ہے۔ خلیفہ کے مقابلہ پر عزت کا دعوےٰ نہیں کیا۔ تو ہم مان لیں گے۔ کہ ان کی اتنی بات صحیح ہے۔ مثلاً کسی گاؤں کا کوئی نمبردار ہے۔ اس گاؤں کے دس بارہ گھر ہیں۔ اور وُہ کہتا ہے۔ کہ میں ایک معزز آدمی ہوں۔ تو کسی کا اسے یہ کہنا کہ اگر تو معزز ہے۔ تو چل بادشاہ کا مقابلہ کر۔

بالکل غلط مطالبہ

ہوگا۔ کیونکہ اس نے تو اپنے گاؤں میں عزت کا دعوےٰ کیا ہے۔ نہ کہ بادشاہ کے مقابل پر۔ پس اگر یہ ثابت ہو جائے کہ مصری صاحب نے صرف عزت کا دعوےٰ کیا ہے۔ خلیفہ کے مقابلہ پر عزت کا دعوےٰ نہیں کیا۔ تو ان کی یہ بات صحیح ماننی پڑے گی۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ یہ فقرہ انہوں نے خلیفہ کے متعلق لکھا ہے۔ یا کسی اور کے متعلق جب انہوں نے یہ کہا تھا کہ "آپ اچھی طرح جانتے تھے۔ کہ اس شخص کو جماعت میں عزت حاصل ہے" تو اس "آپ" سے ان کی مُراد خلیفہ تھی۔ یا محلہ دارالرحمت کا پریذیڈنٹ بالفاظ دیگر مصری صاحب کا یہ فقرہ یوں ہے:۔

"کیونکہ خلیفہ صاحب اچھی طرح جانتے تھے۔ کہ مصری صاحب کو جماعت میں عزت حاصل ہے۔ مستریوں کے متعلق تو اس قسم کے عذر گھڑ لئے گئے تھے۔ کہ ان کے خلاف مقدمہ کا فیصلہ کیا تھا۔ یا ان کی لڑکی پر سوت لانیکا مشورہ دیا تھا۔ مگر مصری صاحب کے متعلق اس قسم کا کوئی عذر بھی نہیں چل سکتا۔ مصری صاحب کے اخلاص میں کوئی دھبہ نہیں لگایا جا سکتا۔ مصری صاحب کی بات کو جو وُہ خلیفہ کی مخالفت میں کہیں گے۔ جماعت مستریوں کی طرح رد نہیں کرے گی۔ بلکہ مصری صاحب کی بات پر جو وُہ خلیفہ کی مخالفت میں کہیں گے۔ جماعت کو کان دھرنا پڑیگا اور وُہ ضرور دھرے گی"

اب مصری صاحب بتائیں۔ کہ کیا ان کے فقرہ کی یہ تشریح ہے۔ یا نہیں اگر ہے۔ تو پھر اس فقرہ میں

خلیفہ کے بالمقابل عزت

کا سوال ہے۔ یا کسی اور کے مقابل پر۔ یہ اعتراض جو انہوں نے کرنے تھے۔ مجھ پر کرنے تھے۔ یا مولوی اللہ دتا صاحب پر اور جماعت نے کان ان اعتراضوں پر دھرنا تھا۔ جو مولوی اللہ دتا صاحب پر کئے جانے والے تھے یا ان پر جو خلیفۂ وقت پر کئے جانے تھے۔ اگر آخری بات درست ہے تو ان کی یہ تشریح کہ عزت سے مراد عام عزت تھی۔ نہ کہ خلیفۂ وقت کے مقابل کی عزت کس قدر غلط ہے۔

بات بالکل واضح ہے۔ کہ ان کا دعوے خلیفہ کے مقابل پر ہے۔ وہ بی اے مولوی فاضل اور ایک علمی مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر تھے کیا وہ اردو زبان کے ابتدائی قواعد سے بھی واقف نہیں ہیں کہ ایسی باتیں کرتے ہیں یا یہ کہ وہ واقف تو ہیں مگر لوگوں کو

غلط فہمی میں ڈالنا

چاہتے ہیں۔

پس گو اس میں شبہ نہیں۔ کہ خالی عزت کا دعوےٰ اور خلیفہ کے مقابل پر عزت کا دعوےٰ دو الگ الگ باتیں ہیں۔ مگر ان کا دعویٰ جیسا کہ میں نے ثابت کیا ہے خلیفہ کے مقابل پر ہے وہ اس امر میں توازن کرتے ہیں۔ کہ جماعت میری بات مانے گی یا خلیفہ کی۔ اور فیصلہ کرتے ہیں کہ میری مانیگی۔

ایک اور طرح بھی اس فقرہ کو حل کیا جا سکتا ہے یعنی ان کے بتائے ہوئے مطلب کو فقرہ میں شامل کر کے دیکھا جائے کہ کیا اس کے

کوئی معقول معنے

بھی بن سکتے ہیں۔ سو ان کے بیان کردہ مطلب کو اگر فقرہ میں داخل کیا جائے تو فقرہ یوں بنتا ہے۔ مجھے آپ کے مقابلہ پر کوئی دعوے عزت کا نہیں۔ مجھے تو صرف مدرسہ احمدیہ میں عزت حاصل ہے اس لئے جب میں آپ کے بالمقابل کھڑا ہو کر آپ پر اعتراض کروں گا جماعت میری بات ضرور سنیگی۔ اور اسے میری بات سننی پڑے گی۔ کیا اس قسم کا فقرہ

احمقانہ فقرہ

کہلائیگا۔ یا نہیں کیونکہ سبب مسبب کا موجب نہیں ہے بلکہ اس کے مخالف ہے اگر ایسا فقرہ کہنا جائز ہو تو پھر یہ کہنا بھی جائز ہوگا۔ کہ دیکھو فلاں شخص کا سانس نہیں چلتا۔ اس لئے وہ زندہ ہے۔ اور فلاں شخص چونکہ دوڑ رہا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مر چکا ہے اگر مصری صاحب کا پہلا فقرہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ مجھے آپ کے مقابلہ میں عزت حاصل نہیں۔ تو اس کا نتیجہ کیونکر نکلا کہ جماعت ان کی بات سنیگی۔ اگر اس فقرہ کا وہ مطلب تھا تو نتیجہ یہ نکلنا چاہیے تھا۔ کہ جماعت ان کی بات نہیں سنیگی

پھر مصری صاحب کہتے ہیں کہ میں نے تو لکھا تھا۔ کہ آپ جانتے تھے اس لئے میرا دعویٰ ماضی کے متعلق تھا موجودہ زمانہ کے متعلق تو نہیں مگر سوال یہ ہے کہ کیا ماضی کا تکبر تکبر نہیں ہوتا اگر کوئی شخص کہے میں نے تو کل کہا تھا کہ میں خدا ہوں۔ آج تو نہیں کہا آج آپ لوگ مجھ پر کیوں اعتراض کرتے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو کیا اس کا یہ کہنا درست ہوگا۔ ہم اس شخص سے کہیں گے۔ کہ تم نے توبہ کب کی۔ کہ اعتراض سے بچ جاؤ۔ یہی ہم مصری صاحب سے کہتے ہیں۔ کہ اگر یہ فقرہ ماضی کا تھا۔ تو کیا آپ نے اپنے اس خیال سے توبہ کرلی ہے اگر سوال یہ ہوتا کہ اب آپ کو عزت حاصل ہے یا نہیں۔ تو آپ کا جواب کافی تھا۔ مگر سوال تو یہ ہے۔ کہ آپ نے ایک

متکبرانہ دعوےٰ

کیا ہے۔ ایسے دعوے کا اظہار جو ماضی میں کیا گیا ہو۔ یا حال میں ایک ہی حیثیت رکھتا ہے۔

غرض مصری صاحب کی اس دلیل کا ایک جواب تو یہ ہے۔ کہ ماضی کا تکبر بھی تکبر ہی ہوتا ہے۔ دوسرا یہ کہ اس تکبر سے توبہ انہوں نے کبھی نہیں کی۔ اور تیسرا جواب یہ ہے کہ یہ غلط ہے۔ کہ یہ دعوےٰ ماضی کے زمانہ سے تعلق ہے۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ وہ لکھتے ہیں۔ کہ چونکہ آپ کو پتہ تھا۔ کہ میں جو اعتراض آپ پر کروں گا۔ جماعت ان کو ضرور سنے گی۔ اس لئے میرے خلاف

اندر ہی اندر پروپیگنڈا

شروع کردیا گیا۔ اور یہ بات معلوم کرنی بالکل آسان ہے۔ کہ میں نے مصری صاحب کے خلاف کب پروپیگنڈا کیا۔ آیا اس خطبہ کے بعد یا پہلے۔ مصری صاحب کہتے ہیں کہ یہ بات کسی گزشتہ زمانہ سے تعلق رکھتی ہے۔ یعنے دو سال قبل۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ اس خط سے قبل جو ۱۰ر جون کا ہے۔ میں نے ان کے خلاف کونسا پروپیگنڈا کیا تھا۔ آپ لوگ اپنے دلوں میں سوچ لیں۔ کہ کبھی میں نے کسی سے کہا۔ کہ شیخ صاحب کی عزت نہ کی جائے۔ یا وہ بُرے آدمی ہیں۔ وہ کہتے ہیں

کہ ان کا یہ دعوےٰ خط لکھنے کے وقت تک تھا۔ کہ جماعت میں ان کو عزت حاصل ہے۔ پس اگر یہ ثابت ہوجائے۔ کہ اس

خط سے قبل

جماعت کی کثرت شیخ صاحب سے متنفر ہوچکی تھی۔ تو ان کی بات سچ ثابت ہوجائے گی۔ لیکن اگر اتنی بڑی جماعت میں سے کوئی آدمی بھی ایسا نہیں مل سکتا۔ جو یہ کہے کہ میں نے اس سے شیخ صاحب کے خلاف باتیں کیں اور اس نے اس کے اثر کے ماتحت شیخ صاحب سے نفرت کرنی شروع کردی۔ تو پھر ان کا یہ دعوےٰ خود بخود غلط ثابت ہوجائے گا۔ لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ میاں فخرالدین صاحب کے اخراج سے چار پانچ ماہ قبل مجھے محکمہ خاص کی طرف سے

تین چار رپورٹیں

آئیں۔ کہ فخرالدین صاحب۔ مصری صاحب اور مصباح الدین صاحب اکٹھے مل مل کر باتیں کرتے ہیں۔ اور اکثر دفعہ مغرب کی نماز بھی باتوں میں ضائع کردیتے ہیں۔ تو میں نے ایک رپورٹ پر لکھا۔ کہ میں نے تم لوگوں کو منافقوں اور مخالفوں کی جانچ کے لئے مقرر کیا ہوا ہے

مصری صاحب کی جانچ کے لئے

نہیں۔ اور انہیں زجر کی۔ کہ آئندہ ایسی رپورٹ نہ آئے۔ اسی طرح گزشتہ سال ایک دوست نے سندھ سے ان تینوں اور چند اور آدمیوں کے متعلق لکھا۔ کہ یہ ایک ٹریکٹ آپ کے خلاف مخفی طور پر جلسہ کے موقعہ پر شائع کرنا چاہتے ہیں۔ تو میں نے انہیں لکھا کہ میں یہ بات بغیر ثبوت کے نہیں مانتا۔ آپ گواہ پیش کریں۔ گویا فخرالدین صاحب کے اخراج سے چار پانچ ماہ قبل تک کا اس

بات کا تحریری ثبوت موجود ہے کہ میں مصری صاحب کو منافق نہیں سمجھتا تھا۔ اور میں نے تحریری طور پر ان لوگوں کو ڈانٹا۔ جو ان کے متعلق رپورٹیں دیتے تھے۔ اور لکھا کہ وہ مخلص آدمی ہیں ان کے متعلق کیوں رپورٹیں کرتے ہو۔ میرا سب سے زیادہ رازدان محکمہ تحقیقات ہی ہوسکتا ہے۔ وہ اس وقت تک کئی حرکات کرچکے تھے۔ جن کو وہ محکمہ جانتا تھا۔ مگر میں ان حرکات کو بالکل وقتی غلطیاں سمجھتا تھا۔ پس جبکہ ان کے دعوے کی بنیاد یہ ہے کہ انہیں میرے پروپیگنڈا سے پہلے عزت حاصل تھی۔ اور میرا پروپیگنڈا اگر کوئی ہے تو اس خط کے بعد ہے اس سے ثابت ہوا کہ عزت کا مقام انہیں خط کے لکھنے تک حاصل تھا۔ خلاصہ یہ ہے کہ ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ان کے خطوط میں انکسار دراصل خرافات بناوٹی اور اپنے لئے جذبات رحم پیدا کرنے اور لوگوں کی ہمدردی حاصل کرنے کے لئے ہیں۔ ان کی

اصل حالت کبر والی

ہی ہے۔

ایک شکوہ مصری صاحب کو یہ ہے کہ مجھے گالیاں دی گئیں۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ خط وکتابت کی ابتدا میں نے کی یا شیخ صاحب نے۔ اگر تو میں نے کی۔ تو مجھ پر اعتراض ہوسکتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ مصری صاحب نے مجھے جو پہلا خط لکھا۔ اس کا پہلا ہی فقرہ یہ ہے کہ الفتنۃ نائمۃ لعن اللّٰہ من ایقظھا یعنے فتنہ سو رہا ہے۔ خدا کی لعنت ہو اس پر جو اسے جگاتا ہے۔ اور جیسا کہ خط کے مضمون سے ظاہر ہے۔ وہ

مجھے فتنہ کو جگانے والا

قرار دیتے ہیں۔ پس جو شخص خط کو شروع ہی لعنت سے کرتا ہے۔ اس

کا یہ شکوہ کہ مجھے گالیاں دی جاتی ہیں کس طرح درست ہوسکتا ہے۔ پھر اسی اشتہار میں جس میں انہوں نے یہ شکوہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ کہ آج جماعت "اللہ تعالےٰ کے ارشاد فتبینوا کو جو آپ نے توڑا ہے اس لئے مجھ کو ڈر ہے۔ کہ اس کی وجہ سے آپ کہیں گرفت کے نیچے نہ آجائیں" قرآن کریم میں فتبینوا کا لفظ تین بار آیا ہے۔ دو بار تو سورۃ نساء میں ایک ہی جگہ آیا ہے۔ اور وہاں یہ حکم ہے۔ کہ اگر کوئی نومسلم کافروں میں سے آکر کہے کہ میں مسلمان ہوں۔ تو بوجہ اس کے کہ وہ کافروں سے نکل کر آیا ہے۔ تمہیں چاہیئے۔ کہ اس کے متعلق تحقیقات کرلیا کرو۔ اور ظاہر ہے کہ یہاں یہ تو سوال ہی نہ تھا۔ دوسرا موقعہ اس کا سورۃ حجرات میں ہے۔ جہاں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ یا ایھا الذین اٰمنوا ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا ان تصیبوا قوما بجھالۃ فتصبحوا علی ما فعلتم ندمین۔ یعنی اے مسلمانو اگر

کوئی فاسق آدمی

تمہارے پاس کوئی خبر لائے۔ تو اسکو نہ مانو۔ جب تک کہ تحقیقات نہ کرلو۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ اس کی بات کو مان کر تم کسی غیر مجرم کو تکلیف پہونچا بیٹھو۔ جس پر تمہیں بعد میں نادم ہونا پڑے۔ اس اشتہار کے مضمون کے مطابق اسی آیت کی طرف مصری صاحب کا اشارہ ہوسکتا ہے۔ گویا مصری صاحب اپنے اس اشتہار میں جماعت کو یہ کہہ رہے ہیں کہ اے احمدیو! خلیفہ نے لکھا ہے۔ کہ میں نے عزت کا دعوےٰ کیا ہے اس کی اس بات کو سنکر تمہیں چاہیئے تھا۔ کہ خلیفہ سے کہدیتے۔ کہ

نذیر سیونگ مشین کمپنی رنگ محل لاہور میں ہر قسم کی مشینوں کی مرمت اور سیکنڈ ہینڈ مشینوں کی خرید و فروخت کا انتظام اعلیٰ پیمانہ پر موجود ہے۔

209 209

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ خلیفہ سے کہہ دیتے کہ

اے فاسق ہم تیری بات کو نہیں مانتے

ہم پہلے تحقیق کریں گے۔ اور پھر دیکھینگے کہ تم سچ کہتے ہو یا جھوٹ۔ مصری صاحب اس طرح نہ یہ کہ مجھے فاسق قرار دیتے ہیں۔ بلکہ ساری جماعت کو تلقین کرتے ہیں۔ کہ اسے بھی میری نسبت یہی عقیدہ رکھنا چاہیئے۔ لیکن ابھی ان کے نزدیک وہ گالی نہیں دیتے۔ پھر اسی اشتہار میں انہوں نے میرے متعلق لکھا ہے۔ کہ "غلط بات منسوب کرنے والا" "جماعت کی عقل اور اخلاص سے کھیلنے والا" "تقویٰ سے کوسوں دور" "صریح غلط بیانی کرنے والا" "پُر فریب رستہ اختیار کرنے والا" مگر ان سب باتوں کے باوجود مصری صاحب نے کوئی گالی نہیں دی۔ اور جماعت احمدیہ بلا وجہ انہیں گالیاں دے رہی ہے۔ ان کے اس عجیب رویہ پر مجھے

حضرت خلیفہ اول کا ایک لطیفہ

یاد آگیا۔ آپ کے پاس ایک شخص آیا۔ اور اس نے کہا۔ کہ فلاں شخص جو آپ کی مجلس میں بیٹھتا ہے۔ وہ گالیاں بہت دیتا ہے اس کو سمجھائیں۔ جب وہ شخص آپ کے پاس آیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ آپ نیک آدمی ہیں۔ ہمارے ملنے والے ہیں۔ مگر کسی نے شکایت کی ہے کہ آپ گالیاں بہت دیتے ہیں یہ ٹھیک نہیں۔ تو وہ ماں کی گالی دے کر کہنے لگا۔ کون ایسا ... کہتا ہے۔ کہ میں گالیاں دیتا ہوں حضرت خلیفہ اول رضؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں اس کا اس زور کا انکار سن کر حیران ہی ہو گیا۔ اور میں نے سمجھ لیا کہ یہ بیچارہ معذور ہے۔ اسے معلوم ہی نہیں کہ گالی کسے کہتے ہیں اور میں نے اسے کہا کہ میری غلطی تھی۔ آپ کو ہرگز گالیاں دینے کی عادت نہیں ہے۔ اسی طرح

حضرت خلیفہ اول رضؓ کے ایک معالج

تھے۔ ان کو بہن کی گالی دینے کی بہت عادت تھی۔ ایک دفعہ جب وہ حضرت خلیفہ اول کے زخم کی مرہم پٹی کرنے ہی تھے۔ کہ میں وہاں پہنچا۔ میں نے پوچھا۔ ڈاکٹر صاحب زخم کا کیا حال ہے۔ تو وہ زخم کو بہن کی گالی دے کر کہنے لگے۔ کہ یہ اچھا ہی ہونے میں نہیں آتا۔ اس مجلس میں تو ہم نے ان سے کچھ نہ کہا۔ مگر بعد میں سمجھایا۔ کہ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح کی مجلس میں یہ کہدیا تھا۔ ایسا تو نہیں چاہیئے تھا۔ تو وہ اس گالی کو وہی گالی دے کر کہنے لگے۔ کہ یہ منہ سے نکل ہی جاتی ہے۔ یہی حال مصری صاحب کا ہے۔

چھ گالیاں ایک اشتہار میں

دی ہیں۔ اور پہلا خط ہی اس طرح شروع کیا ہے کہ فتنہ خوابیدہ تھا۔ تم نے اسے بیدار کیا۔ اور بیدار کرنے والے پر خدا کی لعنت ہو۔ اور ابھی کہتے ہیں۔ کہ میں گالیاں نہیں دیتا۔ اس کے جواب میں ہم بھی حضرت خلیفہ اول کی طرح یہی کہتے ہیں۔ کہ ہاں آپ نے گالی نہیں دی۔ ہماری ہی غلطی ہے۔

ان لوگوں کی طرف سے ایک دستی اشتہار آج ہی مجھے دفتر نے بھیجا ہے۔ جس میں

مصری صاحب کی امارت کا اعلان

کر دیا گیا ہے۔ ہمیں اس سے خوشی ہے کیونکہ جو شخص جماعت میں تفرقہ پیدا کرے اسے خدا تعالےٰ خود سزا دیتا ہے۔

اور یہ اعلان کر کے انہوں نے اپنے آپ کو اس مقام پر کھڑا کر دیا ہے کہ

الٰہی سزا کے مستحق

ہو گئے ہیں۔ اس اعلان امارت کے ساتھ انہوں نے اللہ تعالےٰ کی سزا کو کھینچا ہے دور نہیں کیا۔

اسی اشتہار میں ان کی پارٹی کی طرف سے اعلان ہوا ہے۔ کہ دیکھو ہمیں مرتد منافق فاسق وغیرہ الفاظ سے پکارا جاتا ہے۔ ایسا نہ کیا جائے سو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم نے تو انہیں ان ناموں سے نہیں پکارا بلکہ ہمارے آدمیوں نے تو صرف ان کی اپنی باتیں دہرائی ہیں۔ پکارنے والا تو ابتدا کرنے والا ہوتا ہے انہوں نے مجھے مرتد قرار ... کرنے کے لائق کہا۔ حالانکہ میں تو خلیفہ ہوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا ہے۔ کہ جب تک تم اپنے دنیوی بادشاہ میں

کفر بواح

نہ دیکھو۔ اس کی اطاعت کرو۔ اللہ تعالےٰ خود اسے سزا دے گا۔ اور اس لحاظ سے مصری صاحب نے گویا یہ کہا ہے کہ مجھ میں کفر بواح یعنی کھلا کھلا کفر پایا جاتا ہے۔ باقی رہا فتنہ پرداز کہنا۔ سو جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ اپنے پہلے خط میں ہی انہوں نے

مجھے فتنہ پرداز

کہا ہے۔ اور پھر فتنہ والی آیت مجھ پر چسپاں کر کے مجھے فاسق قرار دیا ہے۔ پھر مجھے منافق بھی کہا ہے یہ کہہ کر کہ میں جماعت کو دہریت کی طرف لے جا رہا ہوں۔ حالانکہ بظاہر اسلام سے تعلق ظاہر کرتا ہوں۔ پس یہ ثابت ہے کہ

پہل انہوں نے کی

اور انہوں نے جو کچھ ہمارے متعلق کہا۔ جماعت نے اسے دہرا دیا ہے وہ اپنے الفاظ واپس لے لیں۔ تو میں جماعت کو بھی آئندہ ایسے الفاظ استعمال کرنے سے روک دونگا۔ مگر پہلے وہ توبہ کریں۔ پھر ان کا حق ہوگا کہ ہم سے ایسا مطالبہ کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ خود کہتے ہیں۔ کہ میں نے بیعت توڑ دی ہے اور ہر جماعت کی اصطلاح میں ایسے شخص کو مرتد کہتے ہیں بیعت میں یہ اقرار ہوتا ہے کہ مبایع کامل فرمانبرداری اور کلی طور پر تعاون کریگا اور جو شخص اس اقرار کو توڑ دے۔ اسے اگر

مرتد نہیں تو اور کیا

کہا جائے گا۔ مرتد کے معنے ہی ہیں واپس جانے والا۔ پس جو بیعت توڑ دے اسے مرتد ہی کہا جا سکتا ہے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے غیر احمدی کہتے ہیں کہ ہمیں کافر کیوں کہا جاتا ہے حالانکہ کافر کے معنی ہیں نہ ماننے والا۔ اور جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہیں مانتا۔ اسے ہم مومن کس طرح کہہ دیں۔ اگر ہم ان سے پوچھیں کہ کیا آپ لوگ مرزا صاحب کے دعویٰ ماموریت کو مانتے ہیں۔ تو وہ یہی کہیں گے کہ نہیں پس چونکہ نہ ماننے والے کو

عربی میں کافر

کہتے ہیں۔ کسی مدعی ماموریت کو جب کوئی نہ مانے تو اسے کافر کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ اسی طرح اگر بیعت کرنے کے بعد کوئی واپس لوٹے تو اسے مرتد کے سوا اور کیا کہا جائے گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عرب میں اکثر لوگ نمازیں بھی پڑھتے تھے

پنجاب یونیورسٹی کے امتحانات
منشی۔ منشی عالم۔ منشی فاضل۔ ادیب۔ ادیب عالم ادیب فاضل ۱۹۳۸ء کے قواعد اور مکمل فہرست کتب نصاب مفت طلب کریں
سٹوڈنٹس اون بکڈپو موہن لال روڈ لاہور

اولاد سے محروم روتے ہیں!
صاحب اولاد خوش ہوتے ہیں
بے اولاد عورتیں حمل کی دوا سے اپنی گود میں بچہ دیکھ رہی ہیں!
حمل کی دوا ان عورتوں کے لئے جو اولاد کی تمنا میں سینکڑوں روپے برباد کر چکی ہیں اور ہزاروں منتیں مرادیں کر چکی ہیں اکسیر ثابت ہو رہی ہے صرف سات روز استعمال کی جاتی ہے۔ اور آٹھویں روز ... کے پاس جانے سے یقینی حمل قرار پا جاتا ہے اور پورے نو مہینہ کے بعد وہ ایک تندرست بچہ کی ماں بن جاتی ہے۔
بے اولادوں کے لئے یہ دوا جادو ہے!
قیمت پورے سات دن کی دوا تین روپے ... محصول ڈاک ایک شیشی پر ... علاوہ ہے
انچارج:۔ لیڈی ڈاکٹر اکسیری دواخانہ کوچہ چیلان دہلی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزے بھی رکھتے تھے۔ صرف زکوٰۃ کے متعلق انہیں شبہ تھا۔ اور وہ سمجھتے تھے کہ یہ صرف رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک ہی کے لئے حکم تھا۔ مگر پھر بھی ان کو مرتد ہی کہا جاتا تھا۔

پھر یہ لوگ

اندر ہی اندر سازش

کر رہے تھے۔ میاں عبدالعزیز کا فوراً الگ ہو جانا بتاتا ہے۔ کہ وہ پہلے ہی انکے ہم خیال ہو چکے تھے۔ اور فخر الدین صاحب کے اخراج پر مصری صاحب کا نوٹس دینا بھی ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ پہلے ہی جتھے بنا رہے تھے۔ اور اندر ہی اندر فتنہ بپیدا کر رہے تھے پھر ایسے لوگوں کو اگر فتنہ پرداز نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے۔ پھر آیۃ استخلاف میں خلافت کی بیعت کے بعد

انکار کرنے والوں کو فاسق

کہا گیا ہے۔ اور سب سے بڑھکر لطیفہ یہ ہے۔ کہ کہتے ہیں۔ ہمیں منافق نہ کہا جائے۔ لیکن اسی اشتہار میں جس میں امارت کا اعلان کیا گیا ہے۔ یہ بھی لکھا ہے۔ کہ جو شخص خلیفہ کی بیعت میں رہتے ہوئے بھی ہمارے ساتھ ملنا چاہے۔ اس کا نام پوشیدہ رکھا جائے گا۔ گویا وہ صرف منافق ہی نہیں۔ بلکہ

منافق گر

ہیں۔ وہ لوگوں کو یہ تعلیم دیتے ہیں۔ کہ تم بظاہر خلیفہ کی بیعت میں رہو۔ اور خدا تعالےٰ کو حاضر و ناظر جان کر عہد کر لو۔ کہ ہم ہر ایک نیک بات میں آپ کی فرمانبرداری کریں گے۔ سمعاً و طاعۃً کے نعرے بھی لگاؤ مگر در پردہ ہم سے ملے رہو۔ اور پھر ساتھ ہی کہتے ہیں۔ کہ ہمیں منافق نہ کہو یہ تو صحیح ہے کہ جس جماعت کا کوئی نظام نہ ہو اس کے افراد خفیہ بیعت کر سکتے ہیں۔ جیسے کہ سید محمد علی شاہ صاحب مرحوم کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے

خفیہ بیعت کی اجازت

دی تھی۔ مگر شاہ صاحب کسی اور پیر کے مرید تو نہ تھے۔ وہ ایک آزاد آدمی تھے ان کی خفیہ بیعت کسی عہد کو باطل نہ کرتی تھی۔ ایسے شخص کو اگر کوئی مجبوری ہو۔ تو اختیار ہے کہ چاہے اپنے عقیدہ کو ظاہر کرے اور چاہے چھپائے مگر ظاہر میں کسی اور کے ساتھ بیعت کا رشتہ قائم کر کے در پردہ کسی اور سے تعلق رکھنا ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ اگر ایک شخص کا مکان کسی کے پاس رہن نہیں تو اسے اختیار ہے۔ چاہے اپنا مکان خفیہ طور پر اسے رہن کر دے اور چاہے ظاہراً کر دے لیکن جس کا مکان پہلے سے رہن ہے۔ وہ اگر خفیہ طور پر کسی دوسرے کے پاس رہن کر دیتا ہے تو ہر شخص کہیگا۔ کہ یہ

پکا بدمعاش

ہے۔ پس ایک طرف بیعت کرنے والا اگر دوسری طرف ملے تو یقیناً وہ منافق ہے ہاں جو کسی سلسلہ میں شامل نہیں وہ اگر خفیہ طور پر کسی سے ملتا ہے۔ تو یہ اور بات ہے۔ صحابہ اس امر کا اس قدر لحاظ رکھتے تھے۔ کہ ایک دفعہ

قیصر روم کا ایک ایلچی

حضرت عمر کے پاس آیا۔ اور چاہا کہ اسلام قبول کرے۔ انہوں نے اس سے صاف انکار کیا اور فرمایا اس وقت تم قیصر کے ایلچی ہو۔ اس وقت تمہارا اسلام میں داخل ہونا بد دیانتی ہوگا۔ واپس جا کر استعفاء دیکر آؤ تو پھر تم کو اسلام میں داخل کر دوں گا۔

پھر مصری صاحب کہتے ہیں کہ جماعت

ایک آزاد کمیشن

مقرر کرے۔ مگر یہ معلوم نہیں۔ اس سے ان کا مطلب کیا ہے۔ میں اس وقت تک ان کے اس مطالبہ کو لغو سمجھتا ہوں مگر ممکن ہے ان کے ذہن میں کوئی ایسی صورت ہو جو ہمارے ذہن میں نہ ہو اور وہ ہمارے نزدیک بھی معقول ہو اس لئے میں ان سے ان کے ان الفاظ کے معنے پوچھنا چاہتا ہوں۔ اور

اس ضمن میں پہلی بات

میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ پہلے خلفاءٔ کے خلاف بھی بعض لوگوں نے شکایات کی ہیں۔ اور بعض دفعہ ایسے مقدمات عدالتوں میں بھی سنے گئے ہیں۔ مصری صاحب بتائیں۔ کہ ان کے فیصلوں کے لئے کس قسم کے کمشن مقرر ہوتے تھے یا ان خلفاء کے اپنے مقرر کردہ قاضی ہی ان مقدمات کا فیصلہ کرتے تھے۔

دوسرا سوال

یہ ہے کہ آزاد کمشن مانگنا مصری صاحب کا ہی حق ہے۔ یا اور کسی کا بھی کیا جب کوئی آ کر کہے کہ خلیفہ کے متعلق آزاد کمشن بٹھایا جائے۔ یہ مطالبہ منظور ہو جانا چاہیئے یا صرف اس وقت جب مصری صاحب اس کا مطالبہ کریں جس طرح پنجابی میں مثل ہے کہ جنتے میاں نورجمال او تھے مردہ کھوتا وی حلال غرض وہ بتائیں۔ کہ

ہر معترض آزاد کمیشن

طلب کر سکتا ہے یا صرف وہی ایسا کر سکتے ہیں۔

تیسرا سوال

یہ ہے کہ وہ بتائیں کہ آزاد کمیشن سے ان کی مراد کیا ہے۔ کیا مادر پدر آزاد یعنی دہریوں کا کمیشن وہ مانگتے ہیں۔ یا ان کے نزدیک آزاد کمیشن وہ ہے جسے وہ مقرر کریں خلیفہ نہ مقرر کرے۔ اگر یہ دونوں مراد نہیں تو وہ بتائیں۔ کہ

ان کا مطلب کیا ہے

آیا وہ چاہتے ہیں۔ کہ ساری جماعت کو دعوت دی جائے اور پھر ووٹ لئے جائیں کہ کون کون جج مقرر ہو۔ اور ہمیشہ کیلئے یہی طریق ہو۔ کہ جب کوئی الزام لگائے۔ جماعت کو یہاں بلا لیا جائے اور ضمناً اس بات کا بھی وہ جواب دیں۔ کہ ایسا کرنے میں جو

بچاس ساٹھ ہزار بلکہ لاکھ روپیہ

کا خرچ ہوگا وہ مصری صاحب دینگے یا کون دیگا پھر یہ ممکن ہے کہ کل کوئی اور اٹھے اور کہے کہ مصری صاحب نے جو الزام لگائے تھے وہ غلط تھے اب میں یہ الزام لگاتا ہوں انکی تحقیقات کی جائے اور ادھر لوگ مصری صاحب کے کمیشن سے فارغ ہو کر گھر پہنچیں اور ادھر پھر تاریں چلی جائیں کہ خلیفہ پر ایک اور مقدمہ ہو گیا ہے فوراً چلے آؤ۔ اور پھر اس سے فارغ ہو کر جائیں تو کوئی اور کہدے کہ میں خلیفہ پر یہ الزام لگاتا ہوں اور لوگ ابھی بعض رستوں میں ہی ہوں اور بعض ابھی پہنچے ہی ہوں کہ پھر تاریں چلی جائیں۔ کہ فوراً واپس آجاؤ۔ پھر آزاد کمیشن بیٹھنے لگا ہے۔

پھر یہ بھی سوال ہے۔ کہ آیا

میری پیاری بہنو!

میں آپ کی ہمدردی کی خاطر اشتہار دے رہی ہوں۔ کہ اگر آپ کو ماہواری خرابی ہے ماہواری درد سے آتے ہیں۔ یا ماہواری بے قاعدہ ہیں۔ سیلان الرحم یعنی سفید رطوبت خارج ہوتی ہے۔ سر درد کمر درد کرتا رہتا ہے۔ کام کاج کرنے سے سانس پھول جاتا ہے۔ دل دھڑکنے لگتا ہے۔ قبض رہتی ہے۔ پیٹ میں نفخ ہو جاتا ہے۔ تو آپ فضول دواؤں پر روپیہ برباد نہ کریں۔ بلکہ میری خاندانی مجرب دوا **بنام راحت** سے فائدہ اٹھائیں جس سے سینکڑوں میری بہنیں فائدہ حاصل کر چکی ہیں۔

قیمت مکمل خوراک دو روپے ۲ محصول ۸؍ کل ۲/۸

میرا پتہ:۔ **ایچ نجم النساء بیگم احمدی شاہدرہ ۔ لاہور**

بالکل مفت:۔ دور حاضرہ کی نہایت عجیب و غریب حیرت انگیز ایجاد کی توضیح کا حامل

رسالہ **زندہ موت**

مفت حاصل کرنے کیلئے اپنے علاقہ کے بارسوخ پڑھے لکھے ذی رتبہ رؤسا کے مکمل پتے ایک خط پر لکھکر ارسال کریں۔ رسالہ مفت ارسال کر دیا جائیگا

ڈاکٹر ایم اسمٰعیل نمبر ۳۹ میکلوڈ روڈ ۔ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر الزام پر آزاد کمیشن

چاہیئے۔ یا آزاد کمیشن والے الزامات کی کوئی خاص نوعیت مقرر ہوگی۔ اور اگر کوئی خاص نوعیت والے الزام ہی آزاد کمیشن کے حقدار ہوں گے۔ تو اس نوعیت کا فیصلہ قرآن وحدیث کی کس سند کے ذریعہ کیا جائیگا۔ وہ یہ بھی بتائیں۔ کہ آزاد کمیشن کا مطالبہ کرنے کا حق ان کو اگر حاصل ہے تو صرف اس دفعہ ہی یا جب وہ چاہے جماعت سے اس کا مطالبہ کرلیں۔ اور اگر دوسروں کو بھی اس کا حق حاصل ہے۔ تو انہیں بھی ایک ایک دفعہ عمر بھر میں یا جب اور جس وقت کوئی شخص آزاد کمیشن کا مطالبہ کرے فوراً آزاد کمیشن بیٹھ جانی چاہیئے۔ اور یہ آزاد کمیشن جماعت کے اندر رہنے والے لوگ مانگ سکتے ہیں۔ یا جماعت سے باہر کے لوگ بھی اس کا مطالبہ کرسکتے ہیں۔ مثلاً

پیغامی اور غیر احمدی

اس بارہ میں مطالبہ کریں۔ تو آیا ان کا یہ مطالبہ جائز سمجھا جائیگا۔ یا ناجائز اگر جماعت سے باہر کے لوگوں کا یہ مطالبہ درست تسلیم نہ کیا جائے تو پھر مصری صاحب جو جماعت سے نکل چکے ہیں۔ ان کو ایسا مطالبہ کرنیکا حق کہاں سے حاصل ہوا ہے۔ اور اگر یہ قانون ہے۔ کہ جو جماعت سے قریب زمانہ میں نکلا ہو۔ وہ آزاد کمیشن کا مطالبہ کرسکتا ہے۔ دوسرا نہیں تو پھر وہ یہ بھی بتائیں کہ کتنی دیر تک کا مرتد اس قسم کا مطالبہ کرسکتا ہے۔ پھر وہ یہ بھی بتائیں۔ کہ

آزاد کمیشن سے مراد

غیر احمدیوں کا کمیشن ہے۔ یا احمدیوں کا یا مشترک اگر مشترک مراد ہے۔ تو کس کس نسبت سے احمدی اور غیر احمدی ممبر مقرر کئے جائیں گے۔ اور انہیں کون مقرر کرے گا۔ اگر خلیفہ مقرر کریگا۔ تو پھر وہ بقول مصری صاحب آزاد نہ رہیگا اور اگر احمدی مقرر کریں گے۔ تو پھر بھی آزاد کمیشن نہ رہے گا۔ کیونکہ وہ تو پہلے ہی خلیفہ کو حق پر سمجھ رہے ہیں۔ ورنہ مصری صاحب کے ساتھ ہی بیعت توڑ کر الگ ہو جاتے۔ اور اگر وہ کہیں کہ نہیں احمدی بحیثیت جج مقرر کرنے والے کے دیانتدار ہیں۔ تو پھر غیر احمدی کمیشن کی کیا ضرورت رہی۔ پھر احمدی جج ہی کمیشن بن سکتے ہیں۔ اسی طرح وہ یہ سوال بھی حل کریں کہ ان ممبران کمیشن کو اگر جماعت احمدیہ نے مقرر کرنا ہے۔ تو کیا۔ ساری جماعت کو اکٹھا ہو کر منتخب کرنا چاہیئے۔ یا الگ الگ جماعتیں ایسا انتخاب کریں۔ اور اگر غیر احمدیوں نے بھی کوئی حصہ منتخب کرنا ہے۔ تو ان کے انتخاب کا کیا ذریعہ ہوگا۔ اور اگر آزاد کمیشن سے مراد یہ ہے کہ آدھے جج معترض تجویز کیا کریں۔ اور آدھے خلیفہ وقت کیا کرے تو پھر سوال یہ ہے۔ کہ اگر

غیر احمدی ججوں

پر خلیفہ کو اعتبار نہ ہو تو کیا وہ حصہ بھی معترض ہی مقرر کردیا کرے گا یا خلیفہ کو مجبور کیا جائے گا۔ کہ ضرور کچھ غیر احمدیوں پر یا غیر مسلموں پر اعتبار کرکے ان میں سے جج مقرر کرو اور جب احمدیت خدا تعالےٰ کے فضل سے ترقی کر جائیگی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق دوسری اقوام اس کے ماتحت آجائیں گی۔ تو اس وقت غیر احمدی یا غیر مسلم بھی جانبدار نہ رہیں گے۔ اس وقت آزاد کمیشن کے لئے ممبر کہاں سے لائے جائیں گے۔ آیا یہ کوشش کی جائیگی۔ کہ کچھ حصہ دنیا کا بالکل آزاد رہے اور اسلامی حکومت میں داخل نہ ہو۔ تا مصری صاحب کے ہم خیالوں کے لئے آزاد کمیشن کے ممبر ملتے رہیں۔ اور پھر یہ بھی سوال ہے۔ کہ اگر آزاد کمیشن یہ کہے۔ کہ مصری صاحب جھوٹے ہیں۔ تو ان کو کیا سزا دی جائے گی۔ خلیفہ کے لئے تو یہ سزا ہوئی۔ کہ وہ غیر احمدیوں کے کہنے پر خلافت سے معزول ہو جائے گا۔ مگر اس کے مقابل پر مصری صاحب کے لئے کیا سزا ہوگی۔ آیا ان کے لئے صرف یہ کافی ہوگا۔ کہ ہنس کر کہیں۔ کہ چلو توبہ کرتے ہیں۔ یا کوئی اور سزا بھی ہوگی۔ پھر یہ بھی سوال ہے۔ کہ اگر ان کے خلاف کمیشن فیصلہ کرے تو کیا وہ اس کے فیصلہ کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے آپ کو جھوٹا کہیں گے۔ یا یہ کہیں گے۔ کہ خلیفہ ہے تو بدکار ہی مگر کمیشن کی خاطر میں اسے مان لیتا ہوں۔ اگر اپنے آپ کو جھوٹا کہیں گے۔ تو اس وقت وہ براہین کہاں جائیں گے۔ جن کی وجہ سے

خلافت سے روگردانی

ان کے لئے جائز ہوگئی ہے۔ اگر پھر بھی وہ اپنے آپ کو حق پر ہی سمجھتے رہیں گے اور باوجود اس کے خلیفہ کی بیعت کرلیںگے تو آج آپ کو بیعت توڑنے کی کیا مجبوری پیش آئی تھی۔ یا آپ کا ارادہ یہ ہے کہ اگر فیصلہ آپ کے حق میں ہوا۔ تو قابل قبول ہوگا۔ ورنہ نہیں۔ یہ بہت سے سوال ہیں۔ جن کا جواب دینا آزاد کمیشن کے مطالبہ سے پہلے ضروری ہے۔ اور امید ہے۔ کہ مصری صاحب جلد ان کا جواب دیکر اپنے نقطہ نگاہ کو واضح کرینگے بہرحال ہمیں یہ علم ہوچکا ہے۔ کہ وہ آزاد کمیشن کسے کہتے ہیں۔ اس کے فیصلہ کی پابندی ان کے لئے ضروری ہوگی یا نہیں اسے کون مقرر کرے کس طرح کرے اور کس کس کو ایسا کمیشن مقرر کرانیکا حق ہے۔ ایک سوال اور بھی ہے۔ کہ اگر خلافت کے عزل کا سوال آزاد کمیشن سے طے کرایا جاسکتا ہے۔ تو خلیفہ مقرر بھی کیوں غیر احمدیوں کی ایک کمیٹی سے نہ کروایا جائے آخر میں میں ایک اور شبہ کا ازالہ کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ اس فتنہ کو اہمیت کیوں دی جاتی ہے۔ مصری صاحب یا ان کے ساتھیوں کی حیثیت ہی کیا ہے ایسے لوگوں کی واقفیت کے لئے میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ اسے اہمیت مصری صاحب کی حیثیت کی وجہ سے نہیں دی جاتی۔ بلکہ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ

احراریوں مستریوں اور پیغامیوں کے نمائندہ

ہیں۔ بلکہ شبہ ہے۔ کہ بعض حکام سے بھی ان کے تعلقات ہیں۔ یا کم سے کم ان کے بعض ساتھی ایسا کہتے ہیں۔ اور چونکہ بعض حکام نیز احرار اور پیغامیوں کی امداد ان کی پشت پر ہے۔ اور وہ مل کر حملہ کر رہے ہیں۔ اس لئے ہمارا فرض ہے۔ کہ جماعتی طور پر اس فتنہ کا مقابلہ کریں۔ اور اسے کچل دیں۔ احرار کے فتنہ نے ہمارے ایمانوں کو بے شک خراب نہیں کیا۔ مگر دنیوی طور پر تو انہوں نے ضرور دق کیا ہے۔ اسی طرح ان لوگوں کے متعلق خیال ہے۔ کہ یہ سلسلہ کیلئے مشکلات نہ پیدا کریں۔ پھر اس کے علاوہ ہمارا فرض صرف یہی نہیں۔ کہ احمدیوں کی حفاظت کریں۔ بلکہ جن لوگوں کو ہم نے احمدی بنانا ہے ان کی حفاظت کرنا بھی ہمارا فرض ہے۔ یہ لوگ باہر ہمارے خلاف بہت پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ اور غیر احمدیوں میں اپنا زہر پھیلا رہے ہیں۔ کئی جگہ سے ہمارے دوستوں نے لکھا ہے۔ کہ ہم نے ان کے اشتہار تقسیم کرنے والوں سے مانگے۔ تو انہوں نے انکار کردیا۔ اور کہا۔ کہ ہمیں ہدایت ہے۔ کہ آپ لوگوں کو نہ دیئے جائیں۔ پس ہماری جماعت چونکہ

ایک تبلیغی جماعت

ہے۔ اس لئے ہمارا فرض ہے۔ کہ پورے زور کے ساتھ اپنی آواز کو ان لوگوں تک پہنچائیں۔ جن کے دلوں میں یہ زہر بھرا جا رہا ہے۔ پھر اس کی وجہ بعض خواب بھی ہیں۔ جیسا کہ میں نے سنایا تھا میری ہمشیرہ کو خواب میں بتایا گیا۔ کہ ان دنوں خاص طور پر ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب پڑھا جائے پھر ایک میرا اپنا خواب ہے جو سال گزشتہ میں چھپ چکا ہے۔ کہ بعض منافق بھاگ کر بلوں میں گھس گئے ہیں۔ اور میں کہتا ہوں۔ کہ یہ تو خطرناک بات ہے۔ ایسا نہ ہو۔ یہ لوگ موقعہ پاکر پھر کسی وقت ہم پر حملہ کر دیں۔ پس منافق کا چونکہ پتہ نہیں ہوتا۔ اس لئے اس تک آواز پہنچانے کا بھی یہی طریق ہے۔ کہ پورے زور کے ساتھ آواز بلند کریں۔ تا وہ جہاں کہیں بھی چھپا بیٹھا ہو۔ ہماری آواز کو سن سکے۔ ہماری جماعت میں بھی بعض کمزور لوگ ہیں۔ اور ان کو بچانا بھی ہمارا فرض ہے۔ یہ کہنا کہ ایسے لوگوں کو چھوڑ دو۔ صحیح نہیں۔ ان کو بچانا ہمارا اولین فرض ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کے علاوہ ان لوگوں کا یہ قاعدہ ہے۔ کہ جن کو سزا ملے ان کے پاس پہونچتے ہیں۔ کہ آپ پر بڑا ظلم ہوا ہے۔ اور اس طرح جماعت کے اخلاق کو بگاڑتے ہیں۔ اور بدنظمی پیدا کرتے ہیں۔ اگر مجرموں کو ہم جماعت سے نہ نکالیں۔ یا ان کو سزا نہ دیں۔ تو پھر بھی اخلاق بگڑتے ہیں۔ اور اگر سزا دیں۔ تو وہ ان لوگوں کا شکار ہو سکتے ہیں۔ اور چونکہ ایسے لوگوں کی حفاظت کرنا بھی ضروری ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس قدر زور اور وضاحت سے

خلافت کی اہمیت

اور ایسے معترضین کی حماقت کو لوگوں پر واضح کر دیا جائے کہ ہر قسم کا آدمی خواہ کمزور ہو۔ خواہ مضبوط ان کے اندر شامل ہونے کو اپنی روحانی موت سمجھے۔

ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ان لوگوں نے تسلیم کر لیا ہے۔ کہ یہ فریمیسنوں کی طرح کی

ایک خفیہ سوسائٹی

ہے۔ ہماری جماعت میں آج تک کوئی خفیہ سوسائٹی قائم نہ ہوئی تھی یہ پہلے لوگ ہیں۔ جو کہتے ہیں۔ کہ بیعت میں رہو۔ خدا کی قسمیں کھاؤ کہ ہم اپنی جانیں خلیفہ کے لئے قربان کر دینگے۔ مگر جب موقعہ پاؤ فتنہ پیدا کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک الہام ہے کہ فریمیسن مسلط نہیں کئے جائینگے۔ کہ اسکو ہلاک کریں۔ اور ہلاک کرنے سے مراد آپ کی جماعت کا قتل ہے یا خلافت کا قتل ہے اور ظاہر ہے کہ جس جماعت کے افراد میں منافقت بھر دی جائے۔ اس نے کام کیا کرنا ہے۔ اور جس جماعت کو خلافت سے جدا کر دیا جائے اس نے ترقی کیا کرنی ہے۔

تو اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ الہام ظاہر کرتا ہے۔ کہ فریمیسنوں جیسی سوسائٹی بنیگی۔ جو تجھے قتل کرنا چاہیں گی اور گو الہام میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ وہ اس پر قادر نہ ہو سکے گی لیکن اس قدر عرصہ پہلے اس

الہام کی کوئی اہمیت

ہونی چاہئیے۔ اور وہ اہمیت یہی ہے کہ اس وقت مسلمان سابق اختلاف اور تفرقہ کی وجہ سے ایک ہاتھ پر جمع ہونے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اس بارہ میں ادنےٰ ابتلاء انہیں اپنی جگہ سے ہلا دیتا ہے۔

پس خدا تعالےٰ ہم کو ہوشیار کرتا ہے۔ کہ ایسا قتل ممکن ہے۔ گو ہم تم کو بچائیں گے۔ لیکن تم کو ہوشیار ہو جانا چاہئیے۔

پس ہمارا فرض ہے۔ کہ اس فتنہ کا پوری طرح مقابلہ کریں۔ اور جب تک اپنے ارد گرد ان لوگوں سے محفوظ رہنے کے لئے چار دیواری نہ کھینچ لیں۔ آرام سے نہ بیٹھیں باہر کی جماعتیں ابھی اس کی اہمیت کو نہیں سمجھتیں۔ مگر میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر جماعت نے اس کے مقابلہ میں کوتاہی کی تو وہ

خدا تعالےٰ کے نزدیک مجرم

ہوگی۔ دوستوں کا فرض ہے کہ اپنے ضروری کاموں سے بھی وقت نکال کر اور اپنی نیند کو بھی کم کر کے اور اپنے آرام کو بھی قربان کر کے اس فتنہ کا مقابلہ کریں۔ اور جہاں ان کے اشتہار پہونچیں۔ وہاں تک ضرور اپنی آواز پہنچا کر ان کے زہر کا ازالہ کریں۔ تا یہ لوگ جماعت احمدیہ کی ترقی میں روک نہ پیدا کر سکیں اور تا

نظام سے بغاوت

کی روح احمدیہ جماعت میں سے ہمیشہ کے لئے کچلی جائے۔ اور شیطان پھر اس سوراخ میں سے احمدیت کی جنت میں داخل نہ ہو سکے۔ مبارک ہیں وہ جو وقت کو پہچانتے ہیں۔ اور سیلاب سے پہلے سیلاب کا راستہ روکتے ہیں۔ اور حق کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے

خدا تعالےٰ کی مقدس فوج

میں شامل ہوتے ہیں۔ وہی ہیں جو اپنے پیدا کرنے والے کے دائیں طرف اس کے عرش پر جگہ پائینگے کیونکہ وہ اسلام کے قلعہ کی فصیلوں کے محافظ ہیں۔ اور

آسمانی خزانہ کے پہرہ دار

جب تک وہ اور اس کے شاگرد دنیا میں زندہ رہیں گے۔ احمدیت بھی زندہ رہیگی۔ اور جب انکی شاگردی کا دروازہ بند ہو گیا دنیا پھر تاریکی اور کفر کی طرف لوٹ جائے گی۔ واللہ المعوذ

تمغۂ تاجپوشی

۱۔ برادرم منشی محمد حسین صاحب دفتر ملٹری فائینس شملہ کو تمغۂ تاجپوشی فائینس ممبر صاحب نے منجملہ اور اراکین کے عطا فرمایا ہے

خاکسار۔ نصیر الحق شملہ

۲۔ لفٹیننٹ سردار نذر حسین صاحب قادیان کو بھی تمغۂ تاجپوشی ملا ہے اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دنیا میں موتی سرمہ کی دھوم مچ گئی ہے

قادیان کی معزز ہستیاں موتی سرمہ کو ہی ترجیح دیتی ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خاندان مبارک موتی سرمہ کو ہی پسند فرماتا ہے

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے سلمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں اس بات کے اظہار میں خوشی محسوس کرتا ہوں کہ میں نے آپ کے موتی سرمہ کو استعمال کرکے بہت مفید پایا۔ گزشتہ دنوں مجھے یہ تکلیف ہو گئی تھی۔ کہ زیادہ مطالعہ یا تصنیف سے دماغ میں بوجھ رہنے کے علاوہ آنکھوں میں سرخی بھی رہتی تھی۔ ان ایام میں میں نے جب بھی آپکا موتی سرمہ استعمال کیا۔ مجھے یقینی طور پر فائدہ حاصل ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کے خاندان ذی الاحترام میں تو موتی سرمہ ہی مقبول ہے۔

شاہی حکیم حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اولؓ کے صاحبزادگان تحریر فرماتے ہیں۔ پچھلے دنوں عزیز عبد الباسط کو آشوب چشم اور ککروں کی تکلیف تھی۔ اس سے قبل اور بھی کئی ایک ادویہ استعمال کی گئیں۔ لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ لیکن آپ کا موتی سرمہ بہت مفید اور کامیاب رہا۔ درحقیقت یہ بہت ہی قابل قدر چیز ہے۔

حضرت مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے۔ ناظر تالیف و تصنیف تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مدرسۃ الخواتین کی ایک طالبہ کو ککروں کی وجہ سے سخت تکلیف تھی۔ چنانچہ وہ پڑھائی کرنے سے بھی عاجز ہو گئی تھی۔ اس نے آپکا موتی سرمہ چند روز استعمال کیا۔ جس سے اسکو بہت فائدہ ہوا۔ اب وہ باقاعدہ پڑھتی ہے۔ میں یہ اطلاع آپ کو اسلئے دیتا ہوں۔ تاکہ اور لوگ بھی آپکے سرمہ کی اس خوبی سے آگاہ ہو کر اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب سابق مبلغ بلاد یورپ حال پرائیویٹ سیکرٹری حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ آپ کا موتی سرمہ میں نے ککروں کے واسطے استعمال کیا اور بہت مفید پایا۔

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میرے پوتے کی آنکھوں میں اس سے قبل بہت سے قیمتی سرمے استعمال کئے گئے۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ لیکن آپ کے سرمہ سے ان کی آنکھوں کی سب کمزوری اور بیماری دور ہو گئی۔ اور اب ان کی نظر بچپن کے زمانہ کی طرح بالکل درست اور ٹھیک ہو گئی ہے۔ اس پر میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور بدوں آپ کے تقاضا کے محض فائدہ عام کے لئے ان الفاظ کو آپ تک پہنچاتا ہوں۔ کہ میری یہ تحریر شائع کر دیں۔ تاکہ دوسرے لوگ بھی اس مفید ترین چیز سے مستفیض ہو سکیں۔

ڈاکٹر صاحبان موتی سرمہ کے ہی گیت گا رہے ہیں

جناب ڈاکٹر محمد ابراہیم سپرنٹنڈنٹ کنٹونمنٹ فیروز پور چھاؤنی سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ آپ کے موتی سرمہ کی خدا کے فضل و کرم سے فیروز پور میں دھوم مچ گئی ہے۔ میری آنکھیں مجھے قریباً جواب ہی دے چکی تھیں۔ خیال تھا۔ کہ موگا جا کر آنکھوں کا علاج کراؤں۔ اچانک الفضل پڑھتے پڑھتے آپکے اشتہار پر نظر پڑی۔ منگوایا۔ استعمال کیا۔ سرمہ کیا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کی رحمت کا کرشمہ ہے۔ میں تو کیا۔ جس جس نے بھی استعمال کیا۔ اس کے مسیحائی اثر کو دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا۔ براہ کرم سات تولہ موتی سرمہ سات شیشیوں میں علیحدہ علیحدہ بذریعہ وی۔ پی بھیج دیجئے۔

جناب ڈاکٹر بشیری صاحب میڈیکل آفیسر انچارج نمبر (۱) سیکشن ہسپتال عدن سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ آپ سے جو موتی سرمہ منگوایا تھا۔ وہ ختم ہو چکا ہے۔ ایک تولہ اور بھیج دیجئے۔ یہاں پر اس کی مانگ بہت زیادہ ہے۔ بہتر ہو کہ آپ کسی لوکل تاجر سے خط و کتابت کر کے اسے مارکیٹ میں مشہور کریں۔ تجربہ سے اس قدر مفید ثابت ہوا ہے۔ کہ میں اپنے مریضوں کو صرف اسی کے استعمال کرنے کی ہدایت کرتا ہوں اور نتائج نہایت خوشگوار رہتے ہیں۔

جناب ڈاکٹر سید رشید احمد صاحب آئی۔ ایم۔ ڈی۔ انڈین ملٹری ہسپتال میمو برما سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں پہلے ایک تولہ سرمہ آپ سے منگوایا۔ بیوی بچوں کو اس سے بہت ہی فائدہ ہوا۔ کئی ایک اوروں کو بھی بہت فائدہ ہوا۔ جزاک اللہ احسن الجزاء ایک تولہ اور بذریعہ وی پی بھیج دیں۔

جناب ڈاکٹر محمد صدیق صاحب ایس۔ اے۔ ایس جنرل ہسپتال اکیاب (برما) سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ آپ کا موتی سرمہ بعض مریضوں کو منگوا کر دیا نہایت مفید پایا۔ اب مجھے اپنے لئے خود ضرورت ہے۔ ایک تولہ سرمہ بذریعہ وی۔ پی ارسال فرمائیے۔

جناب ڈاکٹر عبد العزیز صاحب آئی۔ ایم۔ ڈی نمبر ا سیکشن لاہور چھاؤنی سے لکھتے ہیں۔ کہ اکثر مریضوں کو آپ کا سرمہ استعمال کرایا گیا۔ بلاشبہ بہت ہی مفید اور اکسیر چیز ہے۔ دو تولہ اور بذریعہ وی پی بھیج دیں۔

[illegible]

جناب ڈاکٹر ایم۔ ایس۔ صاحب اسسٹنٹ سرجن ہنزہ (برما) سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ جناب سے پچھلے دنوں ۱ تولہ سرمہ منگوایا تھا۔ اور جس دوست کے واسطے منگوایا تھا۔ انہوں نے اس کو استعمال کیا۔ ان کو ناخونہ اور دھند کی شکایت تھی۔ اب ان کی ۳/۴ حصہ بیماری دور ہو گئی ہے۔ اور پہلے سے حالت میں نمایاں فرق ہے۔ براہ کرم پتہ ذیل پر ایک تولہ اور موتی سرمہ میرے ایک دوسرے دوست کے نام بذریعہ وی جلد بھیج دیں۔

آؤ میدان میں

اگرچہ سب ہی کہتے ہیں۔ کہ ہماری چیز سب سے اچھی ہے۔ مگر مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید موتی سرمہ کے اعلیٰ ہونے کے متعلق قادیان کی بڑی بڑی ہستیوں کے علاوہ سند یافتہ سرکاری ڈاکٹروں کی قیمتی رائیں آپ اس اشتہار میں ملاحظہ فرمایئے اگر اور کسی کے پاس بھی ایسی اعلیٰ چیز ہو۔ تو وہ بھی اپنے سرمہ کے متعلق اس پایہ کی شہادتیں پیش کرے لہٰذا آپ اس سے بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ قادیان میں

بہترین سرمہ موتی سرمہ ہی ہے۔

اور آپ کو اپنی پیاری آنکھوں کے لئے بھی مقبول عام سرمہ ہی خریدنا چاہئے۔

جناب ملک مولا بخش صاحب پریذیڈنٹ سمال ٹاؤن کمیٹی قادیان تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میرے لڑکے کی آنکھوں کو بوجہ ککروں کے سخت تکلیف تھی۔ مدرسہ جاتا تو واپس آ جاتا۔ کہ آنکھیں درد کرتی ہیں۔ ایک دوست ڈاکٹر نے اسے عینک تجویز کر دی۔ اس سے بھی فائدہ نہ ہوا۔ ایک ڈاکٹر صاحب نے فرمایا۔ کہ بجلی سے ککرے جلانے پڑیں گے۔ اس ارادہ کی تکمیل کا خیال ہی تھا۔ کہ آپ کا اشتہار نظر پڑا۔ خیال ہوا۔ کہ پہلے آپ کا موتی سرمہ استعمال کرکے دیکھ لوں۔ چنانچہ ایک شیشی آپ سے منگوائی گئی۔ اس کے چند روز کے استعمال سے تمام عوارض جاتے رہے۔ اب وہ بغیر عینک کے باقاعدہ پڑھتا ہے۔ اب بفضل خدا اس کی آنکھیں بالکل تندرست ہیں۔ اور میں اس کے لئے آپ کا دل سے مشکور ہوں۔

جناب میر محمد اسحاق صاحب فاضل سپرنٹنڈنٹ پروفیسر احمدیہ کالج و ناظر ضیافت تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مجھے ککروں کی شکایت مدت سے تھی۔ رات کو مطالعہ سے خارش۔ جلن۔ پانی بہنا عوارض زور پکڑ جاتے تھے۔ آپ کے موتی سرمہ نے مجھے بہت فائدہ دیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔

جناب میڈیکل آفیسر صاحب چاہ بار (ایران) سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ یہاں ایک ہندوستانی سیٹھ کی آنکھیں کئی سالوں سے خراب تھیں۔ لیمپ کی روشنی میں بیٹھ کر اگر ایک گھنٹہ بھی کام کرتا۔ تو دوسری صبح آنکھیں اس قدر سوج جاتی تھیں۔ کہ دکھائی نہ دیتا تھا۔ اور بارہ دردکے جان جاتی تھی ... اور دیگر ذمہ داریاں ہندوستان جا کر علاج کرانے کی مانع تھیں۔ بعد ازاں خط آپ کا ایجاد کردہ موتی سرمہ استعمال کرایا گیا ... اب وہ بالکل تندرست ہیں۔ دن رات اپنا کام کرتے ہیں۔ نظر صاف ہو گئی ہے۔ اور سوزش بالکل جاتی رہی ... واقعی آنکھوں کی بیماری کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ حیرت انگیز اثر رکھتا ہے۔ براہ کرم دو تولہ موتی سرمہ اور بھیج دیجئے۔

جناب خواجہ غلام نبی صاحب چیف ایڈیٹر الفضل ۱۱ اپریل ۱۹۳۲ء کے الفضل میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میری والدہ صاحبہ کو جن کی آنکھوں میں خارش اور پانی بہنے کی شکایت تھی۔ آپ کا ساختہ موتی سرمہ استعمال کرایا گیا۔ اور چند ہی دنوں میں نمایاں فائدہ محسوس ہوا۔ اس طرح مجھے ذاتی طور پر اس سرمہ کے مفید اور فائدہ رساں ہونے کا علم ہوا۔ اور میں بڑی خوشی سے اس کا اظہار کرتا ہوں۔ تاکہ دوسرے ضرورت مند احباب بھی اس مفید چیز سے فائدہ اٹھائیں۔

ضروری اطلاع: دوستوں کو یہ بات بخوبی نوٹ کر لینی چاہئے۔ کہ قادیان میں بہترین سرمہ موتی سرمہ ہی ہے۔ جس کے اپنے بیگانے یکساں گیت گا رہے ہیں۔ قیمت ایک تولہ کی شیشی دو روپے آٹھ آنے نصف تولہ کی ایک روپیہ چار آنے

ملنے کا پتہ:- **منیجر نور اینڈ سنز۔ نور بلڈنگ قادیان** ضلع گورداسپور پنجاب

خطبہ نمبر کے خریداروں کی خدمت میں ضروری گذارش

مندرجہ ذیل اصحاب کا چندہ ختم ہے۔ مہربانی فرما کر ۱۲ ر اگست ۱۹۳۷ء تک اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں۔ ورنہ اس سے دوسرا نکلنے والا خطبہ نمبر وی پی ارسال ہوگا۔ جس کو وصول کرنا ان کا اخلاقی فرض ہوگا۔

مینجر

نمبر خریداری	نام
۳۱	محمد اسمٰعیل صاحب
۹۹	خیرالدین احمد صاحب
۱۴۳	رحیم بخش صاحب
۱۴۴	سید فتح علی شاہ صاحب
۱۴۷	حافظ فضل الٰہی صاحب
۱۵۲	میاں محمد مرید احمد صاحب
۱۶۴	نور حسین صاحب
۱۶۶	علی محمد صاحب
۱۶۸	مخمور احمد خان صاحب
۱۷۵	سید عبد الغفور صاحب
۱۷۷	ملک نور فضل صاحب
۱۷۸	ملک عبد اللطیف صاحب
	و سردار احمد خان صاحب
۱۷۹	محمد یوسف علی صاحب
۱۸۲	محمد صدیق صاحب کلکتہ برائے اخبار مولانا ابو الکلام صاحب آزاد
۱۸۴	چوہدری نبی احمد صاحب
۱۸۷	محمد یوسف شاہ صاحب
۱۹۸	صوبے خان صاحب
۱۹۹	سید محبوب علی شاہ صاحب
۲۰۲	حاجی علی اکبر صاحب
۲۰۷	محمد یعقوب صاحب
۲۰۹	لفٹنٹ عنایت اللہ خان صاحب برائے جمعدار شیر محمد خان صاحب
۲۱۰	ڈاکٹر عبد العزیز صاحب
۲۱۱	اہل پیر دہ کلاں صاحب
۲۱۶	محمد شفیع صاحب
۲۲۳	ہاجرہ خاتون صاحبہ
۲۲۵	علی محمد صاحب
۲۳۰	ایم عبد العزیز صاحب
۲۳۱	بشیر احمد صاحب
۲۳۲	نظام دین صاحب
۲۳۳	مولوی عبد الرحیم صاحب
۲۳۷	پیر محمد صاحب
۲۴۰	بلند بخش صاحب
۲۴۱	حیات محمد صاحب
۲۴۵	بلند بخش صاحب
۲۵۱	مولوی عبد الرحمٰن صاحب
۲۵۲	احمد حسین صاحب
۲۵۶	لعل دین صاحب
۲۵۸	سیکرٹری صاحب
۲۶۰	عبد الشکور صاحب
۲۶۱	محمد شفیع صاحب
۲۶۸	مہر الدین صاحب
۲۶۹	عبد الکریم صاحب
۲۷۱	سید مرید احمد صاحب
۲۷۲	عبد الرحیم صاحب
۲۷۵	ملک شریف احمد صاحب
۲۷۷	مستری حیات محمد صاحب
۲۸۱	اللہ دین صاحب
۳۰۱	قاضی عزیز احمد صاحب
۳۱۰	چوہدری بشیر احمد صاحب برائے شیخ محمد یوسف صاحب
۳۳۴	فضل احمد صاحب احمدی پریس
۳۳۵	عبد الغنی صاحب
۳۴۱	حافظ محمد اسحٰق صاحب
۳۴۲	اسے جے فضل احمد صاحب
۳۴۴	حاجی احمد فضل احمد صاحب
۳۴۵	عبد الرحیم صاحب
۳۷۱	عبد الرحیم صاحب
۳۷۳	بادشاہ محمد صاحب
۳۸۷	محمد شریف صاحب
۳۸۹	رحمت خان صاحب
۳۹۱	حاجی محمود صاحب برائے غلام حیدر صاحب سپر وائیزر
۳۹۳	منشی امیر الدین صاحب
۴۰۰	سراج الدین احمد صاحب
۴۰۳	غلام محمد صاحب
۴۰۴	برکت علی صاحب
۴۰۸	عبد الحمید صاحب
۴۱۸	چوہدری حشمت علی صاحب
۴۲۳	نور الدین صاحب
۴۲۴	محمد اختر صاحب
۴۲۶	مستری محمد دین صاحب
۴۳۰	عبد الدار سوندھا خان
۴۳۶	محمد ظہور صاحب
۴۴۸	ممتاز نبی صاحب
۴۵۰	محمد علی صاحب
۴۵۲	حافظ محمد اشرف صاحب
۴۷۷	حافظ محمد یٰسین صاحب
۴۶۷	سلطان احمد صاحب
۴۷۳	منشی عبد الحکیم خان صاحب
۴۸۶	چوہدری مختار احمد صاحب

اشتہار زیر دفعہ ۵ - رول - ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب سب جج صاحب بہادر چکوال

دعویٰ دیوانی نمبر ۶۷ سال ۱۹۳۷ء

لکھمی چند ولد برکت رائے سکنہ کھڑی تحصیل تلہ گنگ
بنام
احمد خان سکنہ تھی

دعویٰ ۷۰/۔ ۱۷ بر روئے پرونوٹ

بنام ۱ - احمد خان ولد نور خان ذات آوان سکنہ تھی تحصیل تلہ گنگ

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی احمد خان مدعا علیہ مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے۔ اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام احمد خان مدعا علیہ مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر احمد خان مدعا علیہ مذکور تاریخ ۲ ماہ ۸ ۳۷ کو مقام چکوال حاضر عدالت ہذا نہیں ہوگا۔ تو اس کی نسبت کارروائی ایک طرفہ عمل میں آوے گی

آج بتاریخ ۲ ماہ ۷ ۳۷ کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا

(دستخط حاکم) (مہر عدالت)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قادیان کا قدیمی مشہور عالم اور بے نظیر

تحفہ سرموں کا سرتاج سرمہ نور رجسٹرڈ

جملہ امراض چشم کا واحد علاج ہے

ضعف بصر۔ دھند۔ غبار۔ جالا۔ پھولا۔ ککرے۔ گوہانجنی۔ پڑبال۔ خارش سرخی، پانی بہنا۔ ابتدائی موتیا بند۔ سفیدی چشم۔ السیلار رطوبت وغیرہ وغیرہ وغیرہ کے لئے تریاق ہے۔

جہاندیدہ بزرگوں کا قول ہے:-
سرمہ نور رجسٹرڈ کی شیشی سفر و حضر میں۔ ہر سوٹ کیس میں، ہر پاکٹ میں۔ ہر گھر میں ہونا دانائی۔ عقلمندی اور فراست کی بین دلیل ہے

فی تولہ دو روپے چھ ماشہ ایک روپیہ

ملنے کا پتہ:- مینیجر شفاخانہ رفیق حیات منارہ والی مسجد قادیان پنجاب

معجون عنبری

یہ دوا دنیا بھر میں مقبولیت حاصل کر چکی ہے۔ ولایت تک اس کے مداح موجود ہیں۔ دماغی کمزوری کے لئے اکسیر صفت ہے جوان بوڑھے سب کھا سکتے ہیں۔ اس دوا کے مقابلہ میں سینکڑوں قیمتی سے قیمتی ادویات اور کشتہ جات بیکار ہیں۔ اس سے بھوک اس قدر لگتی ہے کہ تین تین سیر دودھ اور پاؤ پاؤ بھر گھی ہضم کر سکتے ہیں۔ اس قدر مقوی دماغ ہے کہ بچپن کی باتیں بھی خود بخود یاد آنے لگتی ہیں۔ اس کو مثل آب حیات کے تصور فرمائیے۔ اس کے استعمال کرنے سے پہلے اپنا وزن کیجئے۔ بعد استعمال پھر وزن کیجئے ایک شیشی چھ سات سیر خون کا آپ کے جسم میں اضافہ کر دے گی۔ اس کے استعمال سے ۱۸ گھنٹے تک کام کرنے سے مطلق تھکن نہ ہوگی۔ یہ دوا رخساروں کو مثل گلاب کے پھول اور مثل کندن کے درخشان بنا دے گی۔ یہ نئی دوا نہیں ہے۔ ہزاروں مایوس العلاج اس کے استعمال سے بار دیگر مثل پندرہ سالہ جوان کے بن گئے یہ نہایت مقوی بھی ہے۔ اس کی صفت تحریر میں نہیں آسکتی۔ تجربہ کر کے دیکھ لیجئے اس سے بہتر مقوی دوا آج تک دنیا میں ایجاد نہیں ہوئی۔ قیمت فی شیشی دو روپے ۲ نوٹ:- فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس فہرست دواخانہ مفت منگوائیے۔ ہر مرض کی مجرب دوا منگائیے جھوٹا اشتہار دینا حرام ہے۔ ملنے کا پتہ مولوی حکیم ثابت علی محمود نگر ۵ لکھنؤ

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لاہور ۴ اگست۔ راولپنڈی سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ کوٹ فتح خان میں سکھوں کے امن سوز اقدام سے صورت حالات تشویشناک ہو گئی۔ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کی ہدایات کے بموجب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے حکم امتناعی کے خلاف سول نافرمانی شروع کر دی گئی ہے۔ چنانچہ آج دو سکھوں کو اس حکم کی خلاف ورزی میں گرفتار کیا گیا۔ صورت حالات پر قابو پانے کے لئے کیمبل پور سے پولیس کی ایک زبردست جمعیت کوٹ فتح خان بھیج دی گئی ہے۔

لاہور ۴ اگست۔ اخبار "ڈیلی ہیرلڈ" لاہور کا نامہ نگار دہلی لکھتا ہے کہ مقامی ہندو سبھا کے حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ گورنر پنجاب ۱۹۳۸ء میں تیار ہونے سے بیشتر چند ماہ کی رخصت پر جائیں گے۔ ان کی عدم موجودگی میں قائم مقام گورنر کے فرائض انجام دینے کے لئے چوہدری سر چھوٹو رام کو موقع دیا جائے گا۔ اگر وہ گورنر مقرر ہو گئے تو امید ہے۔ ان کی جگہ راجہ بہادر گلشن لال پوری کو قائم مقام وزیر بننے کی دعوت دی جائے گی۔ ان خبروں کی صداقت کے متعلق ابھی تک کوئی تصدیق نہیں ہوئی۔

نئی دہلی ۴ اگست۔ آج ہز ایکسی لینسی وائسرائے ہند نے گاندھی جی کو ملاقات کا موقع دیا۔ یہ ملاقات وائسرائے ہند کی طرف سے ایک مکتوب کے نتیجہ میں عمل میں آئی ہے۔ گاندھی جی نے اس کے جواب میں وائسرائے کو لکھا کہ میں خود آپ سے ملاقات کا خواہاں ہوں۔ تاکہ صوبہ سرحد میں خان عبد الغفار خان اور خود اپنے داخلہ پر قیود کے متعلق درخواست کروں وائسرائے ہند نے زیر بحث معاملات پر گاندھی جی کے خیالات کو دلچسپی کے ساتھ سنا۔ اور انہیں گورنر صوبہ سرحد تک پہنچانے کا ذمہ لیا۔ یہ ملاقات بالکل ذاتی اور عام حیثیت کی تھی۔ معلوم ہوا ہے کہ ملاقات ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔

بمبئی ۴ اگست۔ بمبئی یونیورسٹی کی سینٹ نے ماہ جون میں ایک قرارداد منظور کی تھی۔ کہ یونیورسٹی ایک سال میں دو مرتبہ میٹریکولیشن کا امتحان منعقد کر سکے۔ لیکن معلوم ہوا ہے کہ بمبئی یونیورسٹی کے چانسلر نے اس قرارداد کو مسترد کر دیا ہے۔

جموں ۴ اگست۔ آج جموں میں ہندوؤں کی ہڑتال کا چوتھا روز ہے ہندوؤں نے دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی میں ایک جلوس نکالا۔ اور اس طرح فتنہ انگیزی کی کوشش کی۔ پولیس نے ہجوم پر لاٹھی چارج کیا۔ ۱۲ ہندوؤں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ اور بعض کو ریاست سے نکل جانے کا حکم دیا گیا ہے۔ ہائیکورٹ سے درخواست کی گئی تھی۔ کہ جس فیصلہ کے خلاف شورش کی جا رہی ہے اس میں سے قابل اعتراض جملے نکال دیئے جائیں۔ مگر ہائی کورٹ نے درخواست نامنظور کر دی۔ اور لکھا ہے کہ وہ دن ریاست کے لئے منحوس ہوگا۔ جب کہ چھوٹی عدالتیں چہ جائیکہ ہائی کورٹ سیاسی ایجی ٹیشن کی وجہ سے اپنے فیصلوں میں تبدیلی کرے گی۔

ملتان ۴ اگست۔ پنجاب اسمبلی کے ضمنی انتخاب میں جو حلقہ ملتان ڈویژن میں ہوا ہے کانگرسی امیدوار دوٹوں کی بہت سی اکثریت سے کامیاب ہو گیا ہے دوسرا امیدوار لالہ شو دیال تھا جس کا انتخاب انتخابی عذرداری میں منسوخ ہو گیا تھا۔

پونہ ۵ اگست۔ معلوم ہوا ہے بمبئی کی وزارت نے فیصلہ کیا ہے اور احکام جاری کئے ہیں۔ کہ تمام سرکاری محکموں میں سوائے کھدر کے اور کوئی کپڑا استعمال نہ کیا جائے۔

بمبئی ۵ اگست۔ پنڈت گوبند بلبھ پنت وزیر اعظم یوپی نے انڈیمان میں قیدیوں کی بھوک ہڑتال کے متعلق حکومت کی پوزیشن واضح کرتے ہوئے کہا۔ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ کوئی قیدی اس صوبہ سے انڈیمان نہیں بھیجا جائے گا۔

بمبئی ۵ اگست حبشہ سے اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ کہ وہاں حبشی فوجوں نے اطالویوں پر حملہ کر کے ۴۰۰ اطالوی فوجی سپاہیوں کو ہلاک کر دیا۔ اس حملہ کے انتقام میں اطالوی حکام نے ادیس آبابا اور دیہات میں قتل عام کا حکم دیدیا ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ کئی سو حبشی تہ تیغ کر دیئے گئے ہیں۔

واشنگٹن ۴ اگست۔ امریکہ کا ایک ہوائی جہاز جس میں گیارہ مسافر تھے۔ گذشتہ شب سے گم ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ یہ جہاز سمندر میں گر گیا۔ تلاش پر معلوم ہوا ہے۔ کہ جہاز تمام زیر آب تھا۔ تمام مسافر مردہ پائے گئے۔ اس جہاز میں امریکہ کے شعبہ تجارت کے سرکردہ افسر ایک عورت اور دو بچے اور کچھ ہوا باز تھے۔

کلکتہ ۴ اگست۔ آج بنگال اسمبلی کے اجلاس میں مسٹر گوسوامی کی تحریک التوا پر بحث ہوئی۔ جو انہوں نے انڈیمان میں محبوس سیاسی قیدیوں کی بھوک ہڑتال کے سلسلہ میں پیش کی تھی۔ جب یہ تحریک پیش ہوئی۔ تو کلکتہ کے مختلف کالجوں کے تقریباً ۲ ہزار طلبا نے ایوان کے باہر مظاہرہ کیا۔ اور ایوان کے احاطہ کے اندر داخل ہونے کی کوشش کی مگر پولیس نے فوراً دروازے بند کر لئے۔ وزیر امور داخلہ سر ناظم الدین نے اعلان کیا۔ کہ جب تک قیدی بھوک ہڑتال جاری رکھیں گے گورنمنٹ ان کے مطالبات پر ہرگز غور نہیں کرے گی مگر انہوں نے یہ اعلان بھی کیا۔ کہ حکومت نے انڈیمان سے ان بنگالی قیدیوں کو جو ریگولیشن سوم مجریہ ۱۸۱۸ء کے ماتحت قید اور نظر بند کئے گئے تھے واپس بنگال میں لانے کا فیصلہ کیا ہے تقسیم آراء پر تحریک التوا گر گئی۔ ۱۵۰ ارکان تحریک کے خلاف اور صرف ۷۵ اس کے حق میں تھے۔

بمبئی ۴ اگست۔ زنجبار کے ہندوستانیوں کی انجمن نے ایک برقیہ ارسال کیا ہے کہ یکم اگست کو اس کا ایک عام اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں اس فیصلہ کی تصدیق کی گئی۔ کہ پُرامن طریق پر سول نافرمانی کی جائے۔ اجلاس نے ہندوستان کی مرکزی اور صوبجاتی مجالس آئین ساز نیز کانگرسی اور تجارتی اداروں سے امداد کی اپیل کی ہے۔

لنڈن ۵ اگست۔ ایک فرانسیسی کی زبانی معلوم ہوا ہے۔ کہ حبشی جرنیل راس دستا ابھی زندہ ہے۔ اور اطالویوں کے خلاف جنگ کر رہا ہے ادیس آبابا کے مغربی جانب جو صوبہ ہے اگر ابھی تک اطالویوں کا قبضہ نہیں ہو سکا تو اس کی بڑی وجہ راس دستا ہی ہے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ جب حبشی فوجوں نے حبشیوں کے قتل عام کی اطلاع سنی۔ تو انہوں نے ادیس آبابا سے صرف چومیل کے فاصلہ پر ایک ریلوے سٹیشن پر یکے بعد دیگرے تین فوجی ٹرینیں گرا دیں۔ ایک اور ٹرین انہوں نے دکانش ریلوے سٹیشن پر گرائی۔ اس میں جتنے اطالوی فوجی سپاہی تھے سب کو تہ تیغ کر دیا۔

امرتسر ۴ اگست۔ گیہوں حاضر ۳ روپے ۱۴ آنے نخود حاضر ۲ روپے ۱۵ آنے ۹ پائی۔ کھانڈ دیسی ۷ روپے ۸ آنے سے ۹ روپے تک۔ بمبئی روئی بڑوچ اپریل مئی ۱۹۳۸ء ۲۰۴ روپے سونا دیسی ۳۵ روپے ۶ آنے اور چاندی دیسی ۵۲ روپے ۸ آنے ہے

پٹنہ ۴ اگست۔ دریائے گنگا میں پانی بتدریج چڑھ رہا ہے۔ بختیارپور اور باڑہ وغیرہ علاقوں کا بہت سا رقبہ زیر آب ہے۔ تمام کھڑی فصلیں تباہ ہو گئی ہیں۔ پانی مکانوں میں داخل ہو رہا ہے۔ ضلع گیا میں شدت کی بارش کی وجہ سے دریائے پون پون میں بھی سیلاب آ گیا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نارتھ ویسٹرن ریلوے

سٹیشن ماسٹر گروپ سٹوڈنٹس اور ریلیف کلرکوں کی تربیت کے لئے والٹن ٹریننگ سکول نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور چھاؤنی ہیں داخلہ کے متعلق درخواستیں بھیجنے کے لئے جو اشتہار دیا گیا تھا۔ اس کے متعلق بذریعہ نوٹس ہذا اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ریلیف کلرکوں کی ۲۵ خالی اسامیاں جو اس میں دکھائی گئی تھیں بقدر پانچ کم کردی جائیں گی۔ اور ان کی بجائے لاہور ڈویژن کے لئے ۳۰-۲-۴۰ کے گریڈ کے پانچ نمبر ٹیکر مقرر کئے جائیں گے۔

ہیڈ کوارٹرز آفس

ایجنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور

سندھ ایکسپریس

پشاور اور کراچی کے درمیان ایک نئی تیز رفتار پسنجر سروس

یکم اکتوبر ۱۹۳۷ء سے ایکسپریس (۱۹ اپ اور ۲۰ ڈاؤن) جو اس وقت پشاور اور لاہور کے درمیان چلتی ہیں۔ کراچی تک چلائی جایا کریں گی۔ اس سروس کا نام سندھ ایکسپریس ہوگا۔ پشاور سے آنے والی ڈاؤن ٹرین جو رات کے سات بجکر پندرہ منٹ پر لاہور پہنچے گی۔ قریباً ایک گھنٹہ کے وقفہ کے بعد کراچی کو روانہ ہوگی۔ اور راستہ میں مختلف جنکشنوں پر مناسب ملاپ (کنکشنز) عمل میں لاتی ہوئی اگلے دن قریباً آٹھ بجے شب کراچی پہنچے گی۔

اپ ایکسپریس آٹھ بجے صبح کراچی سے روانہ ہوگی۔ اور راستہ میں مختلف گاڑیوں سے اتصال کرتی ہوئی اگلے دن آٹھ بجے صبح لاہور پہنچے گی۔ اور قریباً ایک گھنٹہ کے بعد پشاور روانہ ہوگی۔

ایک انڈین ڈائنگ کار لاہور کراچی ڈاک گاڑیوں کے ساتھ چلانے کی بجائے دونوں طرف سے سندھ ایکسپریس کے ساتھ لگائی جائے گی۔

چیف آپریٹنگ سپرنٹنڈنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور

قادیان کی آبادی میں بڑے موقعہ کی سکنی زمین

ایک ٹکڑا ۹ کنال جانب غربی متصل کوٹھی سر چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب دارالانوار کی بڑی سڑک پر دوسرا ٹکڑا ۱۵ کنال جانب شرقی متصل الفضل پریس قابل فروخت ہیں۔ اس ٹکڑے کے آگے راستہ موجود ہے۔ جو سر چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی کوٹھی کے پاس سے گزرتا ہے۔ قادیان کی آبادی کے ملحق ہے۔ خط وکتابت پتہ ذیل پر ہو۔

چوہدری غلام حسن سفید پوش حسن منزل محلہ دار الفضل قادیان

سلطان بلیو بلیک انک فار آل فاؤنٹین پن

سوئین انک کے مقابلہ میں فاؤنٹین پن کی سیاہی قادیان میں تیار کی گئی ہے۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر احباب نے مقابلتاً پن میں سیاہی استعمال کرکے تصدیق کی ہے چنانچہ پہلے نیلا لکھتی ہے۔ پھر سیاہ اور پختہ ہو جاتی ہے۔ (۲) دوسرے دن پانی سے نہیں دھلتی (۳) ٹیوب کو خراب نہیں کرتی (۴) ٹیوب میں جمتی نہیں (۵) روانگی سوئین سے زیادہ ہے۔ (۶) ننگت سوئن کے برابر ہے قیمت فی شیشی ۳ر کمیشن ۳۰ فیصدی۔ اے رحیم اینڈ برادرز قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب

تندرستی اور قوت کا سرچشمہ دافع سرعت جریان احتلام

امرت بوٹی

(رجسٹرڈ گورنمنٹ آف انڈیا) بنگالی دوا یہ کثیر التعداد بوٹیوں کا جوہر کسی تعریف کا محتاج نہیں۔ خدا کے فضل سے سینکڑوں بندگان خدا اور مایوس مریض امرت بوٹی سے شفایاب ہو چکے ہیں۔

امرت بوٹی رقیق منی کو غلیظ کرتی ہے۔ غلط کار نوجوانوں کی سچی رفیق ہے۔ سرعت۔ جریان۔ کثرت احتلام کی بیماری کو جڑھ سے اکھاڑ ڈالتی ہے مادہ منویہ کے جراثیم کو قوت دے کر نرینہ اولاد کے قابل بناتی ہے۔ تازہ خون پیدا کرتی۔ گندہ خون کو صاف کرتی ہے۔

دق کے حملہ سے بچنے کیلئے ایک اکسیر دوائی ہے۔ برین ٹانک ہے قیمت یکصد گولی کی شیشی ۱۲ عہ پچاس گولی عہ ۲۵ گولی چودہ آنہ ہے

دوستوں کے حالات آنے پر امرت طلائی روانہ کیا جاتا ہے۔ جو بے ضرر ہے۔ امرت طلا شیشی کلاں عہ خورد ۸ ر علاوہ محصولڈاک۔

منیجر احمدیہ یونان فارمیسی جالندھر کینٹ پنجاب

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان دارالامان [illegible]